کتب خانہ مخدوم اسلام آباد کے بعض مخطوطات

عارف نوشاہی ☆

ہم یہاں کتب خانہ مخدوم' اسلام آباد کے بعض مخطوطات کی توضیحی فہرست پیش کر رہے ہیں۔ یہ کتب خانہ خورشید احمد خان صاحب مالک روزنامہ "مرکز" اسلام آباد نے اپنی والدہ مرحومہ کی یاد میں قائم کیا ہے اور یہ اخبار کے دفتر ہی میں واقع ہے۔ خورشید احمد خان صاحب کو نوادر جمع کرنے سے بے حد دلچسپی ہے۔ ان کے ہاں قدیم اور نایاب سکوں کا بھی ذخیرہ موجود ہے۔

کتب خانہ مخدوم میں ۱۹۸۹ء تک عربی' فارسی اردو اور پنجابی زبانوں کے تقریباً پانچ سو مخطوطات جمع ہو چکے تھے۔ ان میں حکیم عبدالرحیم جمیل' گجرات (پاکستان) کا ذخیرہ مخطوطات بھی شامل ہے جو حکیم صاحب کے صاحبزادے حکیم ضیاء الرحمان صاحب نے حفاظت کی غرض سے خورشید صاحب کے سپرد کر دیا تھا۔ میں نے حکیم صاحب کا مذکورہ ذخیرہ ۱۹۸۲ء میں گجرات جا کر دیکھا تھا' اس میں تقریباً ستر مخطوطات تھے جن کے کوائف فہرست مشترک نسخہ ھای خطی فارسی پاکستان تالیف احمد منزوی شائع کردہ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان اسلام آباد کی مختلف جلدوں میں درج ہو چکے ہیں۔ اس بات کا تذکرہ میں نے اس لیے ضروری سمجھا کہ فہرست مشترک سے استفادہ کرنے والے حضرات کو جن مخطوطات کا حوالہ حکیم صاحب کے نام پر ملے وہ اب انہیں کتب خانہ مخدوم میں تلاش کریں۔

میں اپریل ۱۹۸۸ء میں ایک مخطوطے کی تلاش میں حادثاتی طور پر کتب خانہ مخدوم سے آشنا ہوا تھا۔ صاحب کتاب خانہ کو کتابوں کا شائق پایا تو میں نے ان کی دو طرح سے علمی معاونت کی۔ ایک یہ کہ متعدد مخطوطات فراہم کیے تاکہ یہاں اچھی حالت میں محفوظ رہ سکیں' دوسرا ان کی توضیحی فہرست بنانا شروع کی۔ ابھی یہ کام جاری تھا کہ مجھے ستمبر ۱۹۸۹ء میں حصول تعلیم کے لیے ایران جانا پڑا۔ اگرچہ ۱۹۹۳ء میں وہاں سے واپس آ گیا لیکن فہرست نویسی کا کام دوبارہ جاری

☆ ڈاکٹر عارف نوشاہی مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان' اسلام آباد

نہ رکھا سکا۔ ناچار یہاں پانچ سو مخطوطات میں سے صرف چالیس مخطوطات کی فہرست پیش کر رہا ہوں۔ اسے کتب کے نام پر حروف تہجی کی ترتیب سے مرتب کیا گیا ہے۔ ہرچند یہ ترتیب اب علمی اعتبار سے متروک ہو چکی ہے اور موضوعی ترتیب زیادہ مفید رہتی ہے۔ یہاں متداول کتابوں کی تفصیل دینے سے گریز کیا گیا ہے اور مزید تفصیلات کے لئے ضروری حوالوں کی نشان دہی کر دی ہے۔ میں صاحب کتاب خانہ کا ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھ پر اعتماد کیا اور کچھ عرصہ کے لیے مخطوطات میری تحویل میں رہنے دیئے۔ تاکہ میں اطمینان کے ساتھ فہرست نگاری کر سکوں۔

حوالوں کی وضاحت:

اس مضمون میں کتابوں کے حوالے دو طرح سے مذکور ہوئے ہیں۔ بعض حوالے ضروری تفصیل کے ساتھ اپنے اپنے مقام پر درج ہوئے ہیں اور بعض حوالوں کے محض مخفف استعمال کئے گئے ہیں۔

مخففات کی وضاحت اس طرح ہے:

اختر راہی (ترجمہ ھا) : ترجمہ ھای متون فارسی بہ زبانھای پاکستانی تالیف اختر راہی، اسلام آباد، ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء

حاجی خلیفہ (کشف) : کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون تالیف مصطفیٰ بن عبداللہ، استنبول، ۷۲-۱۹۷۱ء

صفا (تاریخ ادبیات) : تاریخ ادبیات در ایران تالیف ذبیح اللہ صفا، تہران، ۱۳۵۶ ش۔

منزوی (گنج) : فہرست نسخہ ھای خطی کتابخانہ گنج بخش تالیف احمد منزوی، اسلام آباد، ۶۱-۱۳۵۷ ش۔

منزوی (مشترک) : فہرست مشترک نسخہ ھای خطی فارسی پاکستان تالیف احمد منزوی، اسلام آباد، ۷۰-۱۳۶۲ ش۔

نفیسی (تاریخ نظم و نثر) : تاریخ نظم و نثر در ایران و در زبان فارسی تالیف سعید نفیسی، تہران، ۱۳۴۴ ش۔

نوشاہی (جامی) : جامی تالیف علی اصغر حکمت، ترجمہ عارف نوشاہی، لاہور، ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء۔

نوشاہی (چاپی) : فہرست کتابہای فارسی چاپ سنگی و کمیاب کتابخانہ گنج بخش تالیف عارف نوشاہی، اسلام آباد، ۱۴۰۶ھ /۱۹۸۶ء۔

نوشاہی (موزہ) : فہرست نسخہ ھای خطی فارسی موزہ ملی پاکستان کراچی، تالیف عارف نوشاہی، اسلام آباد، ۱۹۸۳ء۔

آداب المفتین، ترجمہ (اصول فقہ، فارسی، نثر)

عربی متن کا مصنف معلوم نہیں، لیکن اس نے جن کتابوں کے حوالے دیئے ہیں وہ آٹھویں صدی ہجری تک یا اس سے قدرے بعد کی ہیں (عبدالنبی کوکب) فارسی ترجمہ حافظ محمد سعید (مقدمہ، ورق ۲ الف) نے رمضان ۱۱۴۰ھ میں پشاور میں مکمل کیا (خاتمہ، ورق ۹۲ ب)۔ مترجم نے یہ ترجمہ محمد معصوم کے حکم پر کیا جس کی تعریف میں اس نے یہ مسجع عبارت لکھی ہے:

"چون رسالۂ آداب المفتین رسالۂ نافعہ ہست و مکتوب متین و دید آن را کسی کہ نافع الخلق است [و] رافع الظلم، واین نفع و رفع طبیعی اوست نہ از اوان حلم [یعنی خواب] ، سلم [یعنی نردبان] عباد اللہ محتاجین است الی المقصود، غلص اصحاب طمع است وفی القلوب ودود، حامی اسلام [و] ماحی کفراست، برای ستم رسیدگان مہیا زخر [یعنی گنج] است۔ نام نامی او محمد معصوم کہ مشہور است بانصاف مظلوم۔ پایندہ باد سایہ او برعامہ خلق، بینندہ باد چشم او بر فقیر صاحب دلق، امر کرد و باعث برین فقیر ہیچمدان کہ ترجمۂ فارسیش کردہ شود"۔ (ورق ۲ ب)۔

اس کتاب میں حنفی فقہ کے مطابق مفتیوں کے لیے آداب اور قواعد بیان کیے گئے ہیں۔ بعض مضامین کے عنوانات یہ ہیں: مقدمہ فی حدیث یعنی حدیث نبویؐ دربارہ افتاء و استفتاء، فی معنی الافتاء و کیفیہ اخذہ، فی بعض اللطایف والاشارات فی لفظ الافتاء والمفتی، فی احکام الافتاء، فی آدابہ ومستحباتہ، عدم تقلد منصب الافتاء ممن لہ الولایہ، قصۂ امتناع امام اعظم از قبول قضا، عدم تعجیل فی الجواب وفیہ تضعیف صاحب القنیہ، تحقیق "لاادری نصف العلم"، عدم اخذ الاجر علی الافتاء، بیان اقسام ثلاثہ جواب مفتی، تحقیق انہ اذا سئل المفتی عن مذھب الشافعی، تحقیق سوال از مفتی فیما یصدق فیہ دیانۃ، بیان اجتناب المفتی عن الحشو والتطویل، بیان اجتناب المفتی عن المجون و تعلیم الحیل، بیان علامات فتوی، فی الافتاء علی مذھب الغیر، فی وظایف المستفتین و آدابھم، مسائل ھمہ فی

ھذا الباب فی قواعد کلیہ للمفتی، بیان جواز الشھادۃ بالتسامع، مواضع جریان استحلاف، بیان ماکان علی طریق العامہ، مسئلہ مرجحہ فی یحمل ضرر الخاص لدفع ضرر العام، بیان تحکیم القدم و تحکیم الحال، فی الفرق بین الافتاء والقضاء۔

آغاز: محامد نامتناھی مرذات پاک راکہ بی ستون و تکیہ قایم کرد افلاک را و آنکہ مزین کرد آنہا را بہ کواکب تا ملک بہ رجم شیطان کند غالب۔

شمارہ ۳۹، نستعلیق، خط مترجم، ۴ رمضان ۱۱۴۰ھ، بمقام مسجد خوجہ معروف پشاور، کرم خوردہ، ۱۸۴ص۔

حوالے:

عربی متن کے لئے: عبدالنبی کوکب، پنجاب یونیورسٹی لائبریری [لاہور] کے نادر عربی مخطوطات کی فہرست مفصل، جلد اول، لاہور، ۱۹۷۵ء، صفحات ۹-۱۶۷، مخطوطہ نمبر ۳۹۹-۲۳ II ARD، مترجم کے حالات کے لیے: محمد امیر شاہ، تذکرہ حفاظ پشاور، پشاور، ۱۹۲۶ء، ص ۲۰۵ جہاں مترجم کی عمر ستر سال اور سال وفات ۱۱۴۳ھ لکھا ہے جو صحیح نہیں ہے۔

اسرار الطریقت یا رسالۂ غوثیہ (تصوف، فارسی، نثر)

از سید محمد غوث بن سید حسن قادری لاہوری (متوفی ۱۱۷۳ھ)۔ اگرچہ یہ رسالہ کسب سلوک، اوراد واذکار اور بیان حقیقت و معرفت پر مبنی ہے مگر اس کا وہ حصہ اہم ہے جس میں مصنف نے معاصر صوفیا، مجاذیب اور علما سے اپنی ملاقاتوں کا احوال بیان کیا ہے۔

آغاز (۱): حمد بی حد و ثناء بی عدد مر حضرت واجب الوجود را کہ فایض جود و وجود است۔

آغاز (۲): حمد نامتناھی مر حضرت واھب العطایات را کہ عطای او پایان نیست۔

شمارہ ۲۳، نستعلیق، تیرھویں صدی ہجری، جلد بندی میں صفحات آگے پیچھے ہو گئے ہیں، ۵۰ص۔

حوالے:

مصنف کے حالات کے لیے: ام سلمی گیلانی، محدث کبیر حضرت شاہ محمد غوث پشاوری ثم لاہوری کی دینی و علمی خدمات، پشاور، ۱۹۹۰ء، شریف احمد شرافت نوشاہی، شریف التواریخ، لاہور، ۱۹۸۴ء، جلد سوم، حصہ سوم، صفحات ۲۳۷۔۲۵۴۔

پاکستان میں اس رسالے کے دیگر مخطوطات کے لئے: منزوی مشترک، ج۳، ص ۷۔

۱۲۵۵۔ اسولۃ الوقایہ (فقہ، عربی، نثر)

فقہ حنفی کی معروف کتاب وقایہ کی آخری جلد پر صدر الشریعہ الثانی عبیداللہ بن مسعود المحبوبی الحنفی (۷۵۰ھ) کی شرح پر محمد نصیر الباکڑی الاگروری کے حواشی بہ طور سوال و جواب ہیں۔ آگرور، صوبہ سرحد پاکستان میں واقع ہے۔ کتاب اور محشی کا نام مقدمہ (ص۲) میں آیا ہے۔ محشی نے جن کتابوں سے استفادہ کیا ہے ان کے نام یہ ہیں: ذخیرۃ العقبی، کشف التاملات، مرآۃ المغلقات، غایت الحواشی، حاشیہ محمد خازن، حاشیہ وجیہ الدین، ہدایہ، مفتاح۔

آغاز: الحمد لله هدانا لهذا وماكنا لنهتدى لولا ان هدانا الله و الحمدلله الذى انزل الشرائع والاحكام۔

شمارہ ۲، نسخ، زیارت گل در بلدہ باکڑی علاقہ اگرور، ۱۸ رمضان ۱۲۹۸ھ، ۲۴۶ ورق، کاتب نے ترقیمہ عربی زبان میں لکھا ہے اور اس کے بعد ایک فارسی نظم میں محشی اور اپنے بارے میں بتایا ہے۔ ترقیمے کی عبارت یہ ہے: الحمد لله الذى ختم لنا هذه الحاشيه بالخير فى عام الف و خمسة و تسعين من الهجرة النبويه فى شهر ربيع الثانى يوم الثلثاء فى بلدة الموسومة بالباكرى من علاقه اگرور...

بفضل خداوند عالی جناب — شد اتمام این حاشیہ مستطاب
ز تقریر آن بلبل نیک خوئی — کہ در علم شد شہرہ چون آفتاب
کہ اسمش نگویم زروی ادب — بنوعی معما در آرم خطاب
کہ نام پیمبر [کذا] در اول بخوان — وزان پس مددگار باشد آداب [کذا]
کہ در فقہ مثلش ندیدم کسی — زعلم وصولش شدم بہرہ یاب
قوی در بلاغت و در نحوییت — ہمہ علم حکمت بہ پیشش چو آب

زو صفش چگویم کہ بحر عمیق — ز علم محیطش یکی قطرہ آب
دو صد نہ نود سال دیگر شنو — سنہ یک ہزار آمد اندر حساب
ملک اگرور باگری قریہ نام — زدست زیارت گل آمد ثواب [صواب]

انوار سہیلی (ادبیات/ حکایات، فارسی، نثر)

از کمال الدین حسین بن علی واعظ کاشفی (م ۹۱۰ھ)۔ چودہ ابواب پر مشتمل متفرق اخلاقی کہانیوں کا مجموعہ ہے۔ یہ کتاب لکھتے وقت کلیلہ ودمنہ (عربی) مصنف کے پیش نظر تھی۔

آغاز: حضرت حکیم علی الاطلاق جلت حکمتہ کہ وظایف لطایف حمد و ثنای او۔
شمارہ ۱، نستعلیق، بغیر تاریخ، عنوانات سرخ، جلدولیں، مکمل نسخہ۔

حوالے:

مصنف کے حالات: صفا (تاریخ ادبیات) ۴: ۵۲۳، نفیسی (تاریخ نظم و نثر) ۱: ۲۴۵۔
موضوع کی تفصیل اور پاکستان میں دیگر مخطوطات: منزوی (مشترک) ۶:۵۔ ۹۷۰۔
مختلف اشاعتیں اور تلخیصیں: نوشاہی (چاپی) ۱:۵۔ ۵۵۲۔

بوستان

از سعدی شیرازی۔ معروف کتاب ہے۔
شمارہ ۲۹، نستعلیق، ۲۵ پوہ ۱۲۵۵ھ، مکمل نسخہ۔

ترغیب الصلوۃ

از محمد بن احمد بن زاہد حنفی۔ نماز اور اس سے متعلق مسائل پر فقہ حنفی کی مقبول اور مروج کتاب ہے۔ کتاب تین "قسم" پر مشتمل ہے، قسم اول: فرضیت نماز از بیان کتاب و سنت واجماع، فرایض، واجبات، سنن، مستحبات، اداب، منہیات، ۴۶ فصلوں میں، قسم دوم: انواع طہارت، ۲۱ فصول: قسم سوم: احدث و انجاس، ۴ فصلوں میں۔ مقدمے میں متعدد مصادر و ماخذ کا ذکر ہوا ہے جو سب کے سب فقہائے احناف کے ہیں۔

قومی عجائب گھر کراچی میں اس کا قلمی نسخہ ۲۶۶۔ ۱۹۶۶۔ N.M مکتوبہ ۹۸۱ھ موجود ہے۔ اسی کے پیش نظر میں نے رائے ظاہر کی تھی کہ یہ کتاب دسویں صدی ہجری سے پہلے تصنیف

ہوئی، دیکھیے نوشاہی (موزہ)، ۸۱۹۔ مگر اب اس کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ اس کتاب کی نثر ساتویں صدی ہجری یا اس کے لگ بھگ زمانے کی ہے اور یہ ماورائے النہر میں لکھی گئی۔ مکتبہ حقیقت، استنبول نے ۱۹۹۳ء میں اسے شائع کر دیا ہے۔ انہوں نے سرورق پر مصنف کا سنہ وفات ۶۳۲ھ لکھا ہے۔

آغاز: الحمدللہ الذی جعل الصلوٰۃ وسیلۃ الی النجاۃ وسببا لرفع الدرجاۃ۔

شمارہ ۴۰، خفی نستعلیق، محمد علی بن عبدالباری سودھروی، در موضع سانسل عملہ پرگنہ گجرات، بوقت چاشت، ۲۲ شوال ۱۱۸۰ھ، کرم خوردہ، مکمل نسخہ۔

جام جہان نما (دائرۃ المعارف، فارسی، نثر)

از محمد بن محمد صادق خطا شوشتری (ولادت ۱۱۷۵۔ حیات ۱۲۲۹ھ)۔ مصنف ۱۲۰۹ھ میں ایران سے بذریعہ کشتی ہندوستان آگیا اور لکھنؤ پہنچا اور بیس سال تک نواب آصف الدولہ، نواب سعادت علی خان اور نواب غازی الدین حیدر خان سے منسلک رہا۔ یہ کتاب بھی اس نے نواب غازی الدین حیدر خان کو پیش کی۔ جام جہان نما کے علاوہ وہ دیگر پانچ کتابوں کا مصنف اور شاعر بھی ہے۔ زیر بحث کتاب ایک دائرۃ المعارف کی حیثیت رکھتی ہے، جس میں مختلف علوم و فنون کا ذکر ہے۔ کتاب کا وہ حصہ بے حد اہم ہے جس میں مصنف نے اپنے آبائی علاقے کی معاصر تاریخ، بچپن سے لے کر اپنی سرگذشت، ہندوستان میں داخل ہونے کے واقعات، لکھنؤ کی معاشرت اور بعض دیگر شہروں کے حالات لکھے ہیں۔

آغاز: الحمدللہ الذی رفع السماء ومد الارض علی الماء والصلوٰۃ علی محمد وآلہ الشرفا... ہر خار این گلستان مفتاح در گلشانیست۔

شمارہ ۵، نستعلیق، تیرھویں صدی ہجری، ناقص الاخر، کرم خوردہ، ۷۳۰ صفحات۔

حوالے:

عارف نوشاہی، "جام جہان نما" سہ ماہی اردو، کراچی، جنوری تا مارچ ۱۹۸۹ء، ص ۹۱۔۱۲۳۔

عارف نوشاہی، "ملا خطای شوشتری" تحقیقات اسلامی، تہران، سال چہارم (۱۳۶۸)، شمارہ ۱ و ۲، ص ۷۴۔۸۲

الحصن الحصین، ترجمہ (ادعیہ، فارسی، نثر)

الحصن الحصین من کلام سید المرسلین، شیخ شمس الدین محمد بن محمد ابن الجزری الشافعی (م۸۳۹ھ) کی عربی تصنیف ہے۔ نسخہ شمارہ ۶ کے پہلے ورق پر اسی قلم سے جو متن کے لیے استعمال ہوا ہے یہ یادداشت موجود ہے "الجزء الاول من حصن الحصین ترجمہ میمونہ جمال الدین"۔ مترجم نے ترجمے کا مقصد یہ بتایا ہے "تا فارسی خوانان ازین مستفید شوند چنانکہ عربی دانان ازان محظوظ اند۔ زیرا نکہ آنچہ در کتاب است نہ ازان جملہ است کہ درہیاکل فارسیان است نہ از این کتابہای حدیث مشہور و معتبر استخراج نمودہ و اسامی صحابہ کہ روایت کردہ انداز اختصار نیاوردہ و نشان ہر کتاب بہ رمز نہادہ" ۔ اس کے بعد کتابوں کے ناموں کے لیے مخففات کا ذکر کیا ہے۔ تمام کتب احادیث، اہلسنت مصنفین کی ہیں ۔ کتاب آٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔

آغاز "الحمدللہ رب العالمین ...اما بعد این کتاب ترجمۂ رسالہ ایست کہ مولانای شیخ محمد بن محمد جزری... تصنیف فرمودہ اند۔

شمارہ ۳۸، نستعلیق و نسخ، محمد فاضل ولد حاجی محمد عارف، ۲۳ رمضان المبارک ۱۱۶۲ھ، عنوانات سرخ، ۶۹ص۔

شمارہ ۶، نستعلیق، بارھویں صدی ہجری، باب ہفتم تک، ناقص الاخر، ۸۲ ص۔

حوالے:

اصل کتاب اور مصنف کے لیے: حاجی خلیفہ (کشف) ۱:۷۹۹۔

ترجمے کے دوسرے نسخے کے لیے: منزوی (گنج بخش) ۴:۹–۷۳۳۔

حلیہ سرور کائنات وخلفائے اربعہ (شمائل، فارسی، نثر)

از شیخ محمد غوث بن سلیمان برہان پوری (مقدمہ)۔ مصنف نے سبب تالیف یوں بتایا ہے: "چون بعض اخوان فی اللہ و محبان باللہ التماس نمودند کہ اگر احادیث حلیہ آن سرور کائنات صلواۃ اللہ علیہ وسلم باحلیہ خلفاء اربعہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین بہ فارسی ترجمہ شود (تا) مشتاقان جمال نبوی و متعطشان زلال وصال مصطفوی آن را در صفحات روان والواح جان نگاشتہ محظوظ بہ

مشاہدہ آن جمال و مستغرق بہ مطالعہ آن کمال باشند و وقت صلوۃ وتسلیمات در آئینہ حلیہ تجلیات الٰہی وتعینات نامتناہی را عینا بعد حین معائنہ نمایند ونیز در ممات سوال منکر و نکیررا وقولہما کنت تقول فی ھذا الرجل یعنی محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم بہ جوابی شافی و بیانی کافی گرایند تانفع کافہ انام و فائدہ خاص و عام حاصل شود' چون مقصد شریف بود و مطلب لطیف' اجابت نمودہ و آن را سرمایہ وقت دانستہ منتخب نمود از صحاح ستہ ... و از کتب احادیث دیگر معتبر ساختہ (ص ۱-۲)

آغاز: الحمدللہ الذی کمل تصویر لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم فی حبیبہ ونبیہ الکریم۔

شمارہ ۱۸' نستعلیق' تقریباً ۱۲۳۴ھ' مجموعے میں دوسرا رسالہ' ۱۷ص' اس کے بعد تین صفحات میں اسناد شمائل نامہ حضرت رسولؐ نقل ہوا ہے۔

حوالہ:

منزوی (مشترک) ۱۰: ۵-۳۶۴ میں اسی نسخے کا ذکر ہوا ہے۔

ذخیرہ خوارزم شاہی' کتاب پنجم (طب' فارسی' نثر)

میر سید اسماعیل کرگانی نے یہ کتاب ۵۰۴ھ میں تصنیف کی۔ مکمل متن نو "کتاب" پر مشتمل ہے۔ زیر بحث نسخہ کتاب پنجم (در احوال تب) ہے۔

آغاز: کتاب پنجم از ذخیرہ خوارز مشاہی در یاد کردن احوال تب' بباید دانست کہ اندرین کتاب اجناس و انواع واسباب وعلامات ومعالجات آن یاد کردہ می آید۔

شمارہ ۳۳' نستعلیق' نظام الدین' ۱۳ اکتوبر ۸۳ [۱۸ء]' ۱۶ اسوج ۱۹۴۰ بکرمی' ۲۱۸ ص۔ آخری صفحے پر اللہ دتہ نامی شخص نے مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۱۴ء کو یہ دلچسپ یادداشت لکھی: "کتاب پنجم ذخیرہ خوارز مشاہی بقیمت مبلغ للعہ [۴] روپیہ نقد مسی خان شاہ کودی' چونکہ خرچ کی ضرورت تھی۔ بشرطیکہ جب ضرورت ہوئی نقل اس کی لے دے گا..."۔

حوالہ:

متن اور دیگر نسخوں کے لئے: منزوی (مشترک) ۱:۵۷۸-۵۸۱

رسالہ در تحقیق مسئلہ جانوران منذورہ (عقائد' فارسی' نثر)

از مولوی برہان الدین بن سرفراز علی دیوہ ای۔ دیوہ' ہندوستان کے صوبے اتر پردیش کا موضع ہے۔ برہان الدین تیرہویں صدی ہجری میں برصغیر کے معروف محدث اور فقیہ تھے۔ مفتی عبدالسلام دیوہ ای کی اولاد سے تھے۔ روز مرہ فقہی مسائل پر انہوں نے متعدد رسائل لکھے۔ رسالہ احکام عیدالاضحی ۱۲۵۰ھ میں تصنیف کیا۔ زیر نظر رسالے میں بزرگوں کے نام پر نذر کیے جانے والے جانوروں کی شرعی حیثیت متعین کی گئی ہے۔ مصنف مقدمے میں لکھتے ہیں:

"اما بعد درین زمانہ مسئلہ حل و حرمت بقرہ منذورہ بہ نام سید احمد کبیر وغیرہ اختلافی در علماء دین رو دادہ۔ بعضی فضلاء نامدار از تلامذہ عالی مقدار جناب مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز در تحقیق این مسئلہ مرام تحریرات کلام باشرح وبسط تمام بہ حیط اقلام آوروند و بہ تنقیح احکام انواع و حصص ذبیحہ سعی موفورہ افزودند... اما بعضی کسان کہ ذر سخن فہمی بہرہ وافی .حظ کافی نمی دارند افراط و تفریط درین باب بہ عمل آوروند یعنی علانیہ می گویند کہ جانوری کہ ذبح او برای فاتحہ دوازدہم شہرت دادہ می شود گوشت او مطلقاً حرام و مردار' بعضی از آنہا زیادہ غلو برپا کردند یعنی فتوی می دہند کہ نذر اطعمہ بہ نام بزرگان تشہیر یافتہ منجربہ شرک و حرمت طعام [می شود] بدلیل آنکہ جانوران و نذور کہ تشہیر بہ نام بزرگان یافتہ در عموم قولہ تعالی: و ما اھل بہ لغیر اللہ [بقرہ ۱۷۳] داخل است پس مطلق حرام۔ با آنکہ این چنین احکام در تحریرات آنہا و مصنفات مولانا منصوص نیست بنابر آن این محرر سطور خواست کہ بہ فحوای " الدین نصیحۃ " بعد تسلیم معنی کریمہ مسطورہ برطریقہ تفسیر فتح العزیز خلافاً للجماہیر سطری چند مشتمل برخلاصہ تحریرات مسطورہ ضم چند مقدمات ضروریہ بہ سلک تحریر آورد تا افراط آن صاحبان را دیگر مسلمانان بہ گوش جا ندہند و سخن منقح درین باب یاد دارند"۔

بنیادی طور پر یہ رسالہ۔ جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔۔ منت مانے گئے جانور کے گوشت کے بارے میں شرعی احکام پر مبنی ہے لیکن ضمنی طور پر اس میں برصغیر کی تہذیبی زندگی کی جھلک بھی پائی جاتی ہے۔ ہندوستان میں مسلمان کس قسم کی منتیں مانتے تھے اس کا کچھ احوال اس عبارت میں موجود ہے:

"زنان این جوار نذر "رتجگہ" مقرر می کنند کہ عبارت از آن است کہ تمام شب بہ سرود و غنا بالہو

ولعب بیجا بسر برند و پارچہ سرخ بر سبوئی انداختہ پیش او سجدہ نمایند وہنگام پگاہ در مسجد سرود کنان باطعام مخصوص بیایند و فاتحہ رسانند و سجدہ ھا [با] وضو وبی وضو بجا آرند ـ و ہمچنین نذر "روزہ یک پاس" روزہ بہ نام حضرت مشکل کشا و نذر "روشنی چراغان برمزار بزرگان" (ص ۳) ـ واضح باد آنچہ برمزار بعضی بزرگان بعضی جاہلان طعام گذاشتہ می آیند وسگ و گربہ و آدمی ہرکہ خواہد بخورد' مرکوز تناول او بہ مسلمانان نیست بہ این خیال کہ ثواب اور راجع بہ روح او بود پس بی جا است واین چنین عمل جابجا شنیدہ شد کہ جہال بہ عمل می آورند' چنانچہ بہ درگاہ پیر پھودا بہ نواح عظیم آباد' واکثر نسوان چراغ آرد از روغن زرد روشن کردہ تقربا بر بعضی قبور در سواد شہری گذرند و منظور ندارند کہ مسکینی او را خورد و ثوابش بہ روح او رسد" (ص ۱۱-۱۲)ـ

یہ کتاب ایک مقدمہ اور دو باب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے ـ مقدمہ در تحقیق بعضی امور کہ دانستن آنہا ضرور تراست ـ باب اول فی تحقیق النذور' اس باب میں مصنف نے ایک جگہ جلال الدین سیوطی (۸۴۹-۹۱۱ھ) کی عربی کتاب بدور سافرہ کے فارسی ترجمہ از حاجی محمد رفیع الدین مراد آبادی (۱۱۳۴- ۱۲۲۳ھ) کا حوالہ دیا ہے اور ایک دوسرے مقام پر مولوی محمد یٰس لکھنوی طاب ثراہ کا ذکر کیا ہے ـباب دوم در ذبح ـ خاتمہ در ذبح جانوری کہ او را سایہ (آسیب) گیرد۔

آغاز: لہ الحمد والثنا والصلوۃ علی رسولہ المجتبی و آلہ المصطفی۔ اما بعد درین زمانہ۔

شمارہ ۸' نستعلیق' سعد الدین' تیرھویں صدی ہجری' ۱۱ ص ـ ترقیمے کی عبارت یہ ہے تم انتساخ الرسالۃ فی الذبایح المنذورہ للفاضل اللوذعی والعالم الیلمعی الجر الربانی الامین مولانا برھان الملۃ والدین الدیوئی ... وانا العبد المذنب سعدالدین غفر اللہ خطئیۃ یوم الدین بحرمۃ سید الابرار خاتم المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ و اصحابہ اجمعین۔

حوالہ:

منزوی (مشترک) ۲:۱۰۱۱ میں اسی نسخے کا ذکر ہوا ہے۔

مصنف کے حالات کے لیے رحمان علی' تذکرہ علمای ہند' لکھنؤ ۱۹۱۴ء' ص ۳۱' اسحاق بھٹی' فقہاے پاک و ہند' تیرھویں صدی ہجری' جلد اول' لاہور' ۱۹۸۲ء' ص ۱۴۳ ـ ۱۴۵۔

رسالہ فی معرفۃ الفقر و اساسہ (تصوف' فارسی' نثر)

*چونکہ رسالے کے مقدمے میں فقر کے موضوع پر امام جعفر صادق سے ایک روایت نقل کی گئی ہے لہٰذا اس رسالے کی تصنیف امام مذکور سے منسوب کر دی گئی ہے (منزوی) حالانکہ یہ کسی متاخر ہندی مصنف کی تصنیف ہے اور اس کا ہندی مزاج صاف ظاہر ہے مثلاً ایک مقام پر یہ جملہ موجود ہے: "وقت بھنڈارہ پختن کدام دعای خوانند؟ "(ص۱۲) بھنڈارہ ظاہر ہے ہندی لفظ ہے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اس رسالے میں فقر کے موضوع پر جن احادیث کی تشریح پیش کی گئی ہے ان کے راوی امام جعفر صادق ہوں۔ ایک جگہ پر "کرسی نامہ شیخ داود" اس طرح لکھا گیا ہے (بہ حذف لفظ سید): " ماہر بن مصطفیٰ بن ابو ... (کرم خوردہ) بن عبداللہ بن داود بن فتح اللہ بن مبارک بن فیض اللہ بن باقی بن دام بن محمود بن حمید بن شاہ محمد بن برھان الدین بن عبداللہ بن قیام بن حمید بن یونس بن اسحاق بن عالم بن جعفر بن علقمہ بن عاقل بن محمد بن علی بن امام موسی رضا... (ص ۳۸)۔

رسالے کے شروع میں فقر کے موضوع پر احادیث کی تشریح ہے۔ اس کے بعد آمدن کلاہ و خرقہ اور دیگر آداب فقر کا بہ طور سوال و جواب ذکر ہوا ہے۔ اس کے بعد متعدد فصلیں ہیں' مثلاً: بیان پختن و قسمت کردن و خوردن طعام فقرا' سر تراشی و بیعت کردن' چہار پیر و چہاردہ خانوادہ' موتراشی از کدم جا نازل شدہ؟ دوازدہ امام' چہاردہ معصوم' پنج پیر' پنج وقت نماز وغیرہ۔

آغاز: الحمد للہ الذی نو روجہ حبیبہ بتجلیات الجمال والجلال واعلی درجۃ علی سایر الانبیاء ... اعلم ان ھذہ الرسالۃ فی معرفۃ الفقر واساسہ روی عن جعفر الصادق۔

شمارہ ۶' نسخ' بارھویں صدی ہجری' ۴۳ ص۔

حوالہ:

منزوی (مشترک) ۳: ۳۔ ۱۷۵۱' ۶۔ ۱۹۵۵ء' صفحہ ۱۹۵۵ پر نمبر ۱۰۵۹۸ کے تحت اسی نسخے کا ذکر ہے۔

ترجمہ و تفسیر سورہ یٰس (فارسی' نثر)

زیر نظر نسخے کا پہلا ورق موجود نہیں ہے اور غالباً اسی مفقود حصے میں مصنف کا نام تھا

موجودہ اوراق میں کہیں مصنف کا نام نہیں ملتا لیکن کتاب میں موجود دیگر شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خراسان کا حنفی المذہب ہے اور یہ تفسیر اس وقت تصنیف کی گئی جب ترکمان لشکر کے ہاتھوں اس علاقے کا سارا کاروبار زندگی اور امن و امان درہم برہم ہو چکا تھا مگر سلطان ابو سعید (حکومت ۸۵۵۔۸۷۳ھ) تخت نشین ہوا تو لوگوں نے سکھ کا سانس لیا۔ سلطان ابو سعید کا ایک امیر خواجہ علاء الدولہ جو اکثر اوقات تلاوت کلام اللہ میں مشغول رہتا تھا اور اسکی رعایا میں سے ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق اسے تحایف پیش کر رہا تھا تو مصنف نے سورہ ملک کا تحت اللفظ فارسی ترجمہ کر کے اس کی خدمت میں پیش کیا۔ مصنف لکھتا ہے:

"پس در این (ایام) کہ بہ واسطہ تلاطم امواج فتنہ و عبور عساکر ترا کمہ دمرہم اللہ کار این دیار و اکثر دیارھا برہم زدہ شدہ بود و بہ شامت آن طایفہ، سلامت بہ کلی ازمیانہ بیرون رفتہ (بود) کہ آفتاب دولت پادشاہ اسلام، فرمانفرمای ہفت اقلام، حامی حوزہ اسلام، ظل اللہ فی الارضین، ملجاء الملوک والسلاطین از افق عنایت طالع (کذا، طلوع) گشت، شعر:

تاکہ از اوج بلند سروری
آفتاب دولت مہ پیکری
گشت طالع وین جہان باشبور
گشت چون روضات رضوانا سرور
شاہ دین پرور، جوان بخت سعید
سایہ اللہ سلطان بوسعید

وگوئیا اہل فایق صانہا اللہ عن الشاکرین این نغمہ جلیلہ را (با) شکر باری تعالی استقبال نمودہ بودند کہ بہ حکم لئن شکر تم لا زیدنکم (ابراہیم، ۷) اللہ تعالی این خرابہ را بہ فیض قدوم جناب دولت ماب، سعادت اباب، صاحب اعظم دستور ممالک العجم، منبع الاحسان والجود و الکرم، مستخدم ارباب السیف و اصحاب القلم، کامل مصالح الامم۔

چراغ افروز چشم اہل بینش
طراز کارگاہ آفرینش

المختصر بہ عنایات عنان ذی المنن خواجہ علاء الدولہ قال حسن ادام اللہ افضالہ و مد علی ارباب العلوم ظلالہ مشرف ساخت واین دیار را بہ خلق حسن آن جناب بیاراست و چون اکثر اوقات شریفہ بہ تلاوت کلام اللہ مشغول می بود ہر کس بدان جناب بر سبیل ... (ناخوانا' ظاہرا: ھدیہ می برد) و صلہ می جستہ (بخاطر) این فقیر حقیر درویشان کلام (اللہ) در آمد و از آن گلستان گلدستہ یعنی سورہ متبرکہ یس کہ دل قرآن است کہ " ان لکل شئی قلبا و قلب القرآن یس " اختیار کرد و آن را تحت اللفظی فارسی کہ وافی باشد بہ ظواہر معانی وی بہ قدر الوسع نوشت و چون باد صبا غمازی کرد وشامہ ازان گلزار بہ مشام اصل معنی رسانید تا دماغ اصل ذوق معطر سازد و بدین بہانہ بہ خدمت دعایی قیام نمودہ باشد"۔ (ص ۳۔۵)

یہ محض سورہ یس کا تحت اللفظ فارسی ترجمہ نہیں ہے بلکہ بعض مقامات پر تشریح اور تفسیر بھی موجود ہے۔ مثلاً آیہ ۶۱ " وان اعبدونی ھذا صراط مستقیم" کی وضاحت یوں کی ہے:
"و آنکہ فرمان من برید و مرا پرستید کہ اینست راہ راست و دین اسلام' ابو سعید خراز گوید نفوس اولیاء در دنیا در مقام عبودیت اند اما ارواح ایشان در بہشت در روح و راحت اند و نفوس عامہ مومنان در مقام مزدوران اند و نفوس اعدا در مقام آزادان اند۔ پس ہر کہ در دنیا بندہ باشد آزادی (بہ) او عنقریب میسر شود کہ ناگاہ آواز طبل باز "ارجعی" بہ گوش جانش رسانند و شاھباز بلند پرواز روحش ازین زندان سفلی عارضی عزم اشیان اصلی علوی خویش کند و باعنادل ریاض قدس ترنم "الحمدللہ الذی اذھب عنا الحزن" (فاطر' ۳۴) سرایدن گیرد و باگلبن وصال محبوبی آرمیدن گیرد و آنکہ در دنیا در مقام اجرا باشد۔ زود بود کہ غل بند گیش برگردن نہند و بہ عذاب دوزخش گرفتار کندہ کہ ... انک انت العزیز الکریم (دخان' ۴۹)۔ سفیان بلخی گوید رحمہ اللہ عبودیت حرفہ ایست کہ دکان وی عزلت است و دست مایہ وی توبہ است۔ پس بندہ باید کہ ماسوی اللہ عزلت گیراز ہستی خویش توبہ کند۔

ابوالحسن زنجانی گوید عبادت برسہ رکن است۔ عبادت دل است و آن تفکر و مراقبہ حال خویش' و عبادت چشم است و آن نظر ناکردن است بہ محرمات بلکہ بہ غیر او عبادت لسان است و آن آنست کہ حق گوید و راست گوید و دروغ نگوید کہ دروغ گوی دشمن خدا ایست ۔ خصوصاً دوین

روزگار کہ دروغ گفتن حرفت خود ساختہ اند و بنای کار بیشتری بر دروغ نہادہ اند" (ص ۷۰-۷۱)

مصنف نے تفسیر بیان کرنے سے پہلے اس سورہ کے فضائل بیان کیے ہیں اور متعدد بار تفسیر کشاف (الکشاف عن حقیقت التنزیل) از ابو القاسم محمود بن زمخشری (م ۵۳۸ھ) کے حوالے دیئے ہیں۔

آغاز: (مقدمہ ناقص الاول) : شمہ از شکراو برماندہ، ہمای فرع او ہمام دور اندیشان در ہوای فضای کبریاش پر سوختہ۔

آغاز (متن تفسیر): یس، مفسران در معنی یس خلاف کردہ اند ـ ابن عباس رضی اللہ عنہ گفت معناہ ایا انسان فی لغۃ طی و درین قول خلاف کردہ اند۔

شمارہ ۹، نسخ، دسویں صدی ہجری، ۹۲ ص، ناقص الاول، مگر آخر سے مکمل ہے۔

شفا المریض - (طب ـ فارسی، منظوم)

از شہاب الدین بن عبدالکریم قوام غزنوی ناگوری ـ ۱۰ شوال ۷۹۰ھ کو تصنیف کی ـ دیگر فہارس مخطوطات اور ماخذ میں کتاب کا نام "شفا المریض" آیا ہے، مگر زیر نظر نسخے میں "شفاالمرض" درج ہوا ہے اور یہی اس بحر میں موزوں ہے۔

اساسش نہادم صد و شصت باب   شفاالمرض کردم این را خطاب

(ص ۵)

کتاب ایک سو ساٹھ ابواب پر مشتمل ہے جس میں مصنف نے اپنے مجربات بیان کیے ہیں۔ وہ خود طبیب تھا:

طبیبی بکردم بسی سالہا   ولی بی طمع، خاصہ بہر خدا

(ص ۵)

آغاز:

نخستین کنم نوک خامہ روان
بتوحید پروردگار جہان
خداوند خلاق ارض و سما
کہ نی جسم دارد، نہ جوہر، نہ جا

شمارہ ۲۷، نستعلیق، تیرہویں صدی ہجری، عنوانات سرخ، مکمل نسخہ۔

حوالہ:

مصنف کے مختصر حالات اور پاکستان میں مخطوطات کے لیے: منزوی (مشترک) ا: ۶۰۸ - ۶۱۱

طبی نسخے

متفرق طبی نسخے ہیں۔

شمارہ ۲۰، نستعلیق، تیرہویں صدی ہجری، ۱۰۶ ص۔

طوطی نامہ (ادب/ حکایات، فارسی، نثر)

از ضیاء الدین نخشبی بدایونی (م ۷۵۱ھ)۔ محمد صادق دہلوی نے کلمات الصادقین (تصنیف ۱۰۲۳ھ) میں یہ دلچسپ بات نقل کی ہے کہ خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی (م ۷۲۵ھ) کے زمانے میں تین اشخاص "ضیا" نامی تھے یعنی ضیا برنی، ضیا نخشبی اور ضیاسنامی، پہلا ضیا خواجہ نظام الدین کا مرید و معتقد تھا، دوسرا خواجہ کا نہ اقرار کرتا تھا نہ انکار اور تیسرا منکر رہا۔ جیسا کہ شاعر نے کہا ہے:

برنی و نخشبی و سنامی
نام این ہرسہ تن ضیا بودہ
اولین معتقد، سیمین منکر
ثانی ازہر دوبی نوابودہ

(کلمات الصادقین، ص ۸۸)

باون داستانوں کا مجموعہ ہے۔ دانشگاہ تہران کے مخطوطہ شمارہ ۲۴۴۷ میں تاریخ تصنیف ۷۳۰ھ لکھی ہے (منزوی)۔

زہجرت ہفتصد و سی بودہ آن شب
کہ این افسانہ کردم من مرتب

یہ کتاب ۱۹۹۳ء میں تہران سے بہ اہتمام فتح اللہ مجتبائی و غلام علی آریا شائع ہو چکی ہے۔

آغاز: مناجات بہ حضرت رازق النعمات فی عشر کہ۔

شمارہ ۳' معمولی نستعلیق' محمد علی بیگ میرزا' ۱۳ صفر ۱۲۵۷ھ' عنوانات سرخ' ۳۹۴ ص۔
ترقیمے کی عبارت یوں ہے: "الحمدللہ ... اتمام پذیرفت نسخہ المیمونہ طوطی نامہ من تصنیف حقایق آگاہ معارف دستگاہ مولانا ضیاء الدین نخشبی نور اللہ مرقدہ برای خواندن گوہر سعادت مندی و پاک نہاد برخوردار محمد سردار علی شاہ طول عمرہ و زاد اللہ قدرہ' بتاریخ سیزدہم شہر صفر ختم اللہ بالخیر والظفر ۱۲۵۷ ہجریہ مقدسہ روز سہ شنبہ وقت ظہر مطابق بیست و ہفتم ماہ چیت سمت ۱۸۹۸ در بلدہ فاخرہ دارالسلطنت لاہور بدستخط محمد علی بیگ میرزا ولد حسین قلی بیگ میرزا بن محمد اعظم بیگ میرزا بن جعفر بیگ میرزا قوم قلج عرف مغل ترکمان ساکن قصبہ ہیبت پور پٹی من مضاف صوبہ پنجاب"۔

کاتب نے اپنی بدخطی کے لیے یوں معذرت کی ہے: "چون از آنجا کہ نوشتن کتاب (را) شرط خوش خطی است خط این بندہ درگاہ ایزدی شایستہ کتابت نیست اما بحکم ضرورت اتفاق نوشتن این چند سطور افتاد۔ قاری را باید کہ بر من عیب ناک (نشود و) لعنت نکند کہ در جہان خوش نویس و خام نویس ہم ہست' عالم از این نوع خالی نیست"۔

نسخے پر کاتب نے متعدد حواشی بھی لکھے ہیں مثلاً: "نامزد بامیم موقوف و فتح زا' لشکری را براہ کردن برای مہمی وکاری ۔ محمد علی بیگ میرزا از نسخہ باستانی (و) کہنہ ملاحظہ یافت در نواحی قصبہ کلانور" (ص ۳۵)۔ "اصطرلاب (از) آلات منجمانست کہ در آن شکل روج ہیات ستارگان مرقوم باشد دربلدہ پشاور نزد اخوند علی احمد بود" (ص ۵۹)

حوالے:

مصنف کے حالات کے لیے: عبدالحق دہلوی' اخبار الاخیار' عکسی اشاعت سکھر' ص ۱۰۴' محمد صادق دہلوی' کلمات الصادقین بتصحیح محمد سلیم اختر' اسلام آباد' ۱۹۸۸ء' ص ۸۷۔ ۸۸۔

مخطوطات اور کتابیات کے لیے: منزوی (مشترک) ۶: ۸۔ ۹۵۱' ۱۴۲۵'

متن کی اشاعت اور ترجمے کے لیے: اختر راہی (ترجمہ ھا)' ص ۲۶۷۔

قواعد الهدایت (رمل، فارسی، نثر)

ہدایت اللہ رمال شیرازی نے ۱۰۰۱ھ بمطابق فروردین ماہ سنہ ۱۰۲۸ الٰہی میں اکبر بادشاہ کے نام پر تصنیف کی۔ مصنف بیس سال تک علوم رمل، نجوم اور خواص اسما و حروف کے اساتذہ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا اور ان علوم کے بارے میں معلومات حاصل کرتا رہا۔ پھر انہیں اپنے طور پر آزمایا، ان میں سے مجرب اور معقول باتوں کو یاد رکھا۔ جب عمر کی آخری حد کو پہنچا تو اسے احساس ہوا کہ علم رمل سے متعلق یہ آزمودہ باتیں دوسروں تک بھی پہنچنا چاہییے، اس غرض سے اس نے یہ کتاب لکھی۔ وہ تحریر کرتا ہے:

"مدتی مدید و عہدی بعید چون باد صبا گرد جہان گردیدہ باہر (یکی) از اصحاب علم و عمل در رمل و نجوم و خواص اسما و حروف... مجاورت و مجالست نمودہ۔ در مجلس ہریک از ایشان کہ در فہم و فراست و ذہن و کیاست نادر دوران و وحید زمان بودند قواعد غریبہ و نکات عجیبہ استفادہ نمود و بہ عمل آوردہ و بہ تجربہ رسانیدہ و آنچہ مجرب و معقول بودہ ذخیرہ نمودہ و چون عمر بہ آخر رسیدہ بود در این اوقات خواست کہ در علم رمل چند کلمہ نوک قلم رقم نماید... تا قدر و قیمت این علم شریف کہ ازمیان خواص و عوام حالا برطرف شدہ بود، ہویدا گردد" (ص ۵)۔

"مولف این رسالہ ہدایت اللہ مدت بیست سال خدمت اساتذہ کردہ، کلمہ کلمہ ازین قواعد شریفہ کہ درین عرصہ بہ سمع کسی نرسیدہ بود، شنید فی الجملہ وقوفی حاصل نمود و حیف دانست کہ این مسائل لطیف بہ سمع دوستان و طالبان نرساند" (ص۷-۸)۔

مصنف نے بتایا ہے کہ اس کے استاد کے دادا (جد استاد این فقیر) نے قواعد رمل پر ایک کتاب ریاض الطالبین لکھی ہے۔ حاجی حسن طیبی کے بارے میں لکھا ہے کہ اس نے علم رمل قاضی عبدالرحمان حسنی سے سیکھا تھا اور ایک کتاب مفتاح الکنوز (تصنیف ۷۳۵ھ) لکھی تھی۔ (ص ۷، ۱۱)

مصنف نے متعدد ماخذ استعمال کیے ہیں۔ بعض کے نام مکمل اور بعض کے مخفف لکھے ہیں۔ ہم مصنف کی فہرست ماخذ یہاں نقل کر رہے ہیں۔ یہ اس لیے بھی مفید ہے کہ علم رمل پر مستقل یا اس سے متعلق متعدد کتابوں کے نام سامنے آجائیں گے:

اصل مفاتیح، اصول الرمل، امام حسین سفال (کذا)، انوار اقلیدس، بابا کوہی، بیابانکی، تحفہ

شاہی، تحفہ العلوم، تصنیف ملا شاہ، تقویم الرمل، تلخیص، توضیح التلویح، تہذیب، جامع الاسرار، جہان الرمل، خلاصہ، خلاصتہ البحرین، ذخیرہ، رسالہ ابو عباس، روشنی، ریاض الطالبین، زبدۃ الرمل، سایل الاولیاء، سایل الحصول، سرخاب، سی باب، شجرہ اوراق، شجرہ و ثمرہ، شمع الرمل، طرابیسی، عین الرمل، قواعد، کامل الحصول، کشف الاسرار، کفایہ، کلمنہ کبود، کنز الدقایق، مفتاح الکنوز، مفتاح المفاتیح، منہاج الاسرار، نزھۃ العقول، وافی، ہدایت النقط۔ (ص ۱۱-۱۲)۔

یہ کتاب ایک مقدمہ اور چہار "جہت" پر مشتمل ہے۔ مقدمے میں چار فصلیں ہیں: فصل اول: شرائط رمال، دوم: قاعدہ نقط ریختن، سوم: عمل در بیوت رمل نمودن و تولد اشکال، چہارم: اصل احکام و جداول و مراتب آن۔ چار "جہت" کی تفصیل اس طرح ہے: ۱۔ قاعدہ مسکن موسوم بہ شمال الرمل، ۲۔ قواعد الشجرہ وسایر الاولیا موسوم بہ مشرق الرمل، ۳۔ قاعدہ دریافت نمودن اسم موسوم بہ مغرب الرمل ۴۔ قاعدہ دائرہ اصح موسوم بہ جنوب الرمل۔

آغاز: افتتاح کلام بہ نام حکیمی است علام کہ بنابر حکمت شاملہ و قدرت کاملہ در برو فطرت ید قدرتش خرقہ قبول بہ نام آدم مکرم علی نبینا وعلیہ السلام انداخت۔

شمارہ ۱۷، نستعلیق، فضل احمد، جمادی الاول، ۱۲۹۰ھ، ۲۲۸ص۔

حوالے:

پاکستان میں مخطوطات کے لیے: منزوی (مشترک) ۱:۳۶۱۱، نوشاہی (موزہ) ۹۰۱۔

قیامت نامہ (عقائد، فارسی، نثر)

از شاہ رفیع الدین دہلوی (۱۱۶۳-۱۲۳۳ھ)۔ انہوں نے (دہلی میں) اولاد امیر تیمور کے سامنے قیامت کی علامتوں کے بارے میں تقریر کی۔ سامعین نے کہا کہ اگر یہی باتیں قلم بند کر دی جائیں تو اس کا فائدہ اور نفع پائیدار ہوگا۔ شاہ صاحب نے وقت کی کمی کا عذر کیا اور کہا کہ میں جو کچھ بول رہا ہوں اگر کوئی شخص قلم بند کرتا جائے تو غنیمت ہے۔ آل تیمور نے ایک شخص کو مامور کیا کہ شاہ صاحب فرصت کے اوقات میں جو کچھ بیان کریں وہ اسے لکھ لے۔ اس طرح جب کچھ جزوات مرتب ہو گئے تو دوسرے دوستوں نے بھی فارسی میں اس کی نقل تیار کر لی۔ (مقدمہ)

یہ رسالہ قیامت کی علامات صغری و علامات کبری کے بارے میں ہے۔

آغاز: حمد و شکر رب العزت را بہ زبان و دل کہ گوناگون نعم ظاہری و باطنی و دینی و دنیوی کہ افضل آن بعثت خیر البشر و افضل الخلق۔

شمارہ ۲۲، نستعلیق، تیرہویں صدی ہجری، ۴۲ ص، ناکمل، آخری عنوان "احوال حساب و کتاب مسلمانان و وزن شدن اعمال...

حوالے:

مصنف کے حالات کے لیے: رحمان علی، تذکرہ علمای ہند، ۶۶ اور محمد ایوب قادری کا اردو ترجمہ، ۱۹۶، محمد اسحاق بھٹی، فقہائے پاک و ہند تیرہویں صدی ہجری ۱:۲۴۹۔ ۲۵۴۔

پاکستان میں مخطوطات کے لیے: منزوی (مشترک) ۶:۲۔۱۱۶۵۔

اشاعت کی تفصیل نوشاہی (چاپی) ۱:۶۳۔

گلدستہ قوانین (انشا، فارسی نثر)

از غلام قادر۔ بشیر حسین نے مصنف کو محمد اعظم گھڑتلی (مصنف منشآت اعظم) کا بیٹا بتایا ہے (فہرست مخطوطات شیرانی، لاہور، ۳:۷۷۵۔۲۷۷)۔ لیکن مجھے زیر نظر نسخے میں اس کی تائید میں کوئی شہادت نہیں ملی۔ البتہ باب ششم میں مصنف نے محمد اعظم گھڑتلی کا ایک رقعہ بہ صنعت رعایت نظیر نقل کیا ہے جس میں سیالکوٹ کا ذکر آیا ہے۔ ہاں یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ مصنف کا تعلق ضلع سیالکوٹ سے ہے اور موضع گھڑتل بھی اسی ضلع میں واقع ہے۔ زیر نظر نسخے میں "قانون مدات مالیات" کے تحت یہ عنوانات درج ہیں "کنکوت موضع مولو والی معمولہ پرگنہ سیالکوت تعلقہ سمبریال فصل ربیع ۱۲۷۱ھ" یا "تاریخ مواضع پرگنہ سیالکوت تعلقہ سمبریال فصل ربیع ۱۲۲۶ھ" عنوان کے تحت مختلف دیہات کی اجناس کا ذکر موجود ہے۔ ان دیہات کے نام یہ ہیں: لوپو والی، لدھے والہ، قرن والی، گجرانوالہ [کذا]، کوٹ حامد شاہ، سیکروالی، شادی وال۔

مصنف سلسلہ قادریہ میں مرید تھا۔ گلدستہ قوانین کے دیباچے میں اس نے حضرت علی اور حضرت غوث الاعظم کی مدح لکھی ہے۔ مناجات بحضور غوث الاعظم کا آخری شعر یہ ہے:

مرید بیکس، ضعیف و مسکین، نحیف و عاجز غلام قادر
گرفت دامن بدست ایقان، نوازشاہا، بخش غوثا

یہ کتاب اس نے اپنے بیٹوں محمد بخش اور محمد وارث کے لیے گیارہ ابواب میں لکھی ہے۔ ابواب کے موضوعات یہ ہیں: ۱۔ متقدمین کے چند قوانین کی تشریح اور مفرد حروف ۲۔ تبدیل حروف ۳۔ انشا کی تعریف ۴۔ تواتر اور توالی اور القاب کے ساتھ عبارتیں لکھنا: ۵۔ روزمرہ کے رقعات ۶۔ انشا میں استعمال ہونے والی صنائع و بدائع ۷۔ توقیعات ۸۔ سیاق ۹۔ قوانی ۱۰۔ عروض ۱۱۔ خاتمہ۔

جس زمانے میں غلاموں کی تجارت ہوتی تھی اور خریدے گئے غلام کو جب ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں لے جایا جاتا تھا تو اس کام کے لیے "قانون چہرہ نویسی" قواعد انشا میں داخل تھا۔ منشی، غلام کا حلیہ لکھتا تھا اور جو شخص غلام کو لے جاتا تھا وہ حلیہ نامہ اپنے ساتھ رکھتا تھا تاکہ راستے میں باز پرس پر دکھا سکے۔ ہمارے مصنف نے "قانون چہرہ نویسی" کا یہ نمونہ درج کیا ہے:

"رستم بیگ ابن قاسم خان قوم شیخ ساکن بخارا، گندم گون یا سبزفام یا سپید پوست، فراخ پیشانی، کشادہ ابرو یا پیوستہ ابرو، آہو چشم یا میش چشم گربہ چشم یا ازرق چشم یا فیل چشم یا احول چشم یا گل چشم، خال سیاہ برگونہ چشم یا بالای چشم یا بر چشم یا زیر چشم، بلند بینی یا کوتہ بینی یا پہن بینی یا پہلو بینی یا پرہ بینی، امرد یا ریش و بروت آغاز یا ریش و بروت سیاہ یا سفید یا دو موی یا میگون، خال بر نرمہ گوش یا ہر دو گوش یا میانہ گوش یا صدف گوش یا عقب گوش، خال برزنخ یا زیر زنخ یا میانہ زنخ، دانہ دار، زخم تیر یا برچھی (=نیزہ کو چک) یا شمشیر بر رخسار یا دیگر جا، در یک گوش یا بردو گوش سوراخ دارد یا سر موی دار، داغ چیچک (= آبلہ) بررو، کم یا زیادہ، پیوستہ یا متفرقہ"۔

آغاز: گوناگون ستایش مر قادریت کہ وھو کل شی قدیر صفتی است از جملہ صفات او۔

شمارہ ۶۱، نستعلیق، مصطفیٰ، ۲۳ ذی الحجہ ۱۲۷۴ھ، ۲۰۲ص۔

حوالے:

پاکستان میں مخطوطات کے لیے: منزوی (مشترک)، ۶:۵-۲۲۵، نوشاہی (موزہ)، ۲۱۱۔

گلستان (ادب، فارسی، نثر)

از سعدی شیرازی۔

آغاز: منت خدای را عزوجل کہ طاعتش موجب قربت است۔

شمارہ ۱۵، نستعلیق، فضل الدین ولد حافظ محمد زمان (صفحہ اول)، تیرہویں صدی ہجری۔

مکمل نسخہ۔

<u>حاشیہ لوایح</u> (تصوف، فارسی، نثر)

عبدالرحمان جامی (م۸۹۸ھ) کی معروف کتاب لوایح کا حاشیہ ہے۔ ہمارے نسخے میں محشی کا نام موجود نہیں ہے لیکن ہم نے اس کا جو قلمی نسخہ جناب محمد اقبال مجددی، لاہور کے کتب خانے میں دیکھا ہے وہاں محشی کا نام شیخ عماد الدین فضل اللہ برزش آبادی مشہدی (مقتول ۹۱۴ھ) درج ہے۔ وہ حاجی محمد خبوشانی (م ۹۳۸ھ) کے مرید تھے۔ حاشیے کا قطعہ تاریخ تصنیف یہ ہے:

این نامہ کہ باشد بعبارت دلکش
ور ذوق معانیش بود جان سرخوش
چون ہست زفیض جود فیاض وجود
دریاب ز "فیض جود" او تاریخش
۹۰۳ھ

(خاتمہ کتاب)

یہ حاشیہ کسی امیر کی فرمائش پر لکھا گیا ہے تاہم امیر کا نام مذکور نہیں۔ محشی لکھتا ہے: امیر مشار الیہ افاض اللہ... اکثر اوقات توجہ خاطر خطیر بر مطالعہ رسالۂ مذکور (لوایح) می داشت و جاذبہ قابلیت قبول این فضول را بر تحشیۂ دقایق می گماشت ولذا انک جعلت ھذہ الحاشیۃ لہ... (ص۱)

آغاز:

ای از تو عیان لوایح نور قدم
یک لایحہ ازان لوایح آمد عالم
کز نور وجود تو نگشتی لایح
ظاہر نشدی حقایق از کتم عدم

این خزف ریزہ چندی بی مقدار و سفال پارہ دوسہ بی اعتبار است۔

شمارہ ۲۶، نستعلیق، بارہویں صدی ہجری، ۹۲ ص۔

حوالے:

محشی کے حالات کے لیے: حافظ حسین کربلائی تبریزی، روضات الجنان و جنات الجنان، تصحیح و تعلیق جعفر سلطان القرائی، تہران، ۱۳۴۹ ش، ۲:۲۰۱، ۵۷۵، ۵۸۱۔ دیگر نسخوں کے لیے: منزوی (مشترک) ۳:۱۸۵۹، شمارہ ۱۰۱۰۲ کے تحت زیر بحث نسخے کا ذکر ہے۔ منزوی نے اسے شرح لوایح کا نام دیا ہے مگر محشی نے اسے حاشیہ ہی کہا ہے۔

مثنوی معنوی (فارسی، نظم)

از مولوی جلال الدین محمد بلخی رومی۔

شمارہ ۳۶، خفی نستعلیق، دسویں صدی ہجری، عنوانات سرخ، حاشیے پر عبداللطیف عباسی گجراتی کی شرح مثنوی لطایف المعنوی سے اقتباسات نقل ہوئے ہیں، ناقص الطرفین،

آغاز: شاہ جان مرجسم راویران کند بعد از ان ویرانی آبادان کند

مجموعہ، شمارہ مخطوطہ ۴۔

۱۔ حل الموجز: اقسرائی (طب، عربی، نثر)

علاء الدین علی بن ابی الحزم القرشی المعروف بہ ابن النفیس (م ۶۸۷ھ) کی تصنیف موجز القانون پر جمال الدین محمد بن محمد المعروف بہ اقسرائی (م بعد ۷۷۶ھ) کی شرح ہے۔

آغاز: الحمدلله رب العالمین والصلوۃ علی افضل انبیاءہ محمد و آلہ اجمعین وبعد فان الطب علم شریف بشرف موضوعۃ۔

نستعلیق، خدایار، شعبان ۱۲۵۷ھ، محشی، مکمل نسخہ، ترقیمے کی عبارت یہ ہے: "بدستخط فقیر حقیر خدا یار ولد محمد کاظم شاگرد حکیم صدر الدین و قطب الدین ولد حکیم قادر بخش دارالشفا ولد حکیم محمد کامل بن حکیم عنایت اللہ دارالشفا ساکن موضع کیلاسکی (۱) عملہ پرگنہ امناباد (۲) برای پاس خاطر برخوردار نورالابصار لخت جگر برخوردار سید محمد حکیم شاگرد حکیم غلام مصطفیٰ ولد حکیم قل احمد بن حکیم شیخ احمد ساکن قصبہ وزیر آباد (۳) بتاریخ شعبان ۱۲۵۷ھ تحریر یافت"۔

حوالے:

مصنف اور شارح کے حالات کے لیے: حاجی خلیفہ (کشف الظنون) ۳: ۱۸۹۹۔۱۹۰۰، زرکلی (اعلام) ۷: ۴۰۔۴۱۔

۲۔ دستور الفصد (طب، فارسی، نثر)

از محمد بیگ۔ ہمایوں بادشاہ (حکومت ۹۳۷۔ ۹۶۳ھ) کا ہم عصر طبیب تھا۔ ۹۴۴ھ میں خواص الاشیاء نامی کتاب تصنیف کی۔ زیر نظر رسالہ ذخیرہ خوار زمشاہی اور دیگر کتب و رسائل سے منتخب ہے اور چھ ابواب پر مشتمل ہے۔ "اما بعد چنین گوید اضعف عباداللہ محمد بیگ غفراللہ ولوالدیہ کہ این مختصریست دربیان فصد و عروق الانسان کہ از ذخیرہ خوار زمشاہی و از کتب دیگر و رسالہ ہای معتبر انتخاب نمودہ بر نہجی کہ طبع این پریشان خاطر لایق و مناسب دید ترتیب داد و آن را مسمی بہ دستور الفصد ساختہ بر شش باب اساس نہاد" (مقدمہ)

چھ ابواب کی تفصیل اس طرح ہے: ۱۔ شرائط فصد (مزید نو فصلوں پر مبنی ہے: ۱۔ علامات بسیاری خون۔ ۲۔ موسم خون گرفتن۔ ۳۔ رخصت فصد۔ ۴۔ منع فصد۔ ۵۔ مقدار گرفتن خون ۶۔ شناختن گوہر رگ۔ ۷۔ تعلیم رگ زدن۔ ۸۔ شناختن منصبع۔ ۹۔ نگاہداشتن منصبع۔ ۲۔ فصد عروق سر و گردن، گیارہ فصول، ۳۔ فصد عروق ہر دو دست، چھ فصول۔ ۴۔ فصد عروق ہر دو پا، تین فصول۔ ۵۔ رگ زدن شرائین، پانچ فصول۔ ۶۔ معالجہ جراحت شریان و عصب علاج غشی، چار فصول۔

---

۱ تا ۳۔ کیلاسکی (موجودہ تلفظ کلاسکے) امناباد (موجودہ تلفظ ایمن آباد) اور وزیر آباد، تینوں مقامات ضلع گوجرانوالہ میں واقع ہیں۔

آغاز: سپاس بی کران وستایش بی پایان مر حکیمی را سزد کہ وجود بشررا از کارخانہ عنایت۔

نستعلیق، خدایار، ۱۲۵۷ھ، ۲۲ص۔

حوالے:

مصنف کے حالات کے لیے: کوثر چاند پوری، اطبائے عہد مغلیہ، کراچی، ۱۹۶۰ء، ص ۱۷۵

دیگر مخطوطات کے لیے: منزوی (مشترک) ۱: ۵۷۰، شمارہ ۳۰۲۶ کے تحت زیر بحث مخطوطہ متعارف ہوا ہے۔

مجموعہ، شمارہ مخطوطہ ۱۵

۱۔ دستور المکتوبات (انشا، فارسی، نثر)

شائد مصنف کا نام فتح چند ہے (منزوی)، کئی خطوط میں لکھنؤ اور پرگنہ لکھنؤ کے دیہات کا ذکر ملتا ہے۔ ایک اقرار نامہ کے آخر میں ۲۷ ربیع الاول ۱۱۳۷ ہجری قمری اور ایک پٹہ قبولیت میں ۱۱۴۷ فصلی تاریخوں کا اندراج ہوا ہے۔ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ مصنف کا تعلق لکھنؤ اور بارہویں صدی ہجری سے ہے۔ اس کتاب میں نمونے کے چالیس خطوط درج ہوئے ہیں۔

آغاز: ثنای بی منتہای لا تحصی بہ جناب جہان آفرینی سرزد۔

نستعلیق، تیرہویں صدی ہجری، ۳۶ ص، جلد بندی میں اوراق آگے پیچھے ہو گئے ہیں۔

حوالہ:

موضوع کی تفصیل اور دیگر مخطوطات کے لیے: منزوی (مشترک) ۵: ۳۱۷

اشاعت کا ذکر: نوشاہی (چاپی) ۱: ۵۳۲۔

۲۔ جامع القوانین (انشا، فارسی، نثر)

از خلیفہ شاہ محمد قنوجی۔ مصنف نے دوستوں کے نام اپنے خطوط ۱۰۸۵ھ میں مرتب کیے ہیں۔ یہ کتاب ایک مقدمہ، چار فصلوں اور ایک خاتمے پر مشتمل ہے۔

آغاز: ستایش و نیایش واحدی را کہ کاتب فصاحت بیان خرد دانشوران از تحریر۔

نستعلیق، سید محمد ولد میاں محمود، بمقام مسجد کامرا، برائے گل احمد (شائد گل احمد یا قل احمد)، تیرھویں صدی ہجری، ۶۴ ص۔

حوالے:

دیگر مخطوطات کے لیے: منزوی (مشترک) ۵: ۱۹۷۔ ۲۱۳۔

اشاعتوں کے لیے: نوشاہی (چاپی) ۱:۱۔ ۵۲۴۔

مجموعہ، شمارہ مخطوطہ ۱۲

۱۔ کشف العوالم السبعہ (تصوف، عربی، نثر) ص ۷۔ ۱۴ ناکمل نسخہ۔

سات عوالم پر مشتمل ہے یعنی: جسمانی، نفسانی، قلبی، روحانی، سری، نورانی، ذاتی۔

آغاز: بعد الحمدلله تعالى والصلوة على النبى ... اعلم ان احد اذا صرف جهه فى سبيل الله۔

۲۔ مفتاح الدقایق (تصوف، فارسی، نثر) ص ۱۵۔ ۲۰۴

اخوند درویزہ اور ان کے بیٹے اخون کریم داد کی منظوم افغانی (پشتو) کتاب مخزن الاسلام کا فارسی ترجمہ اور شرح ہے۔ ہمارے نسخے کے ترقیمے میں شارح کا نام حاجی عبداللہ برکات درج ہوا ہے۔ ان کا مکمل نام خواجہ عبداللہ ملقب بہ حاجی بہادر کوہاٹی نقشبندی (۹۸۹ - ۱۰۹۹ھ) ہے۔ جن کے احوال و مقامات پر ایک مستقل کتاب ان کے مرید درویش بن عبداللہ لاہوری نے تصنیف کی جس کا مخطوطہ گنج بخش کتب خانہ، اسلام آباد (شمارہ ۴۰۶۶) میں موجود ہے۔

اس تصنیف میں اٹھارہ حروف تہجی کی صوفیانہ تشریح کی گئی ہے۔ شارح لکھتا ہے: "بدانکہ ہریک حرف مظہر اسرار کل است و در حرف ثبوت نفی و اثبات مثبت است واخون کریم داد بہ لفظ افغانی آوردہ است۔ فقیر خاکپای علما و فقرا کہ راجی بہ دعای درویشان است در ہر زمان و در ہروقت شرح کنم تا آسان شود مرقاریان را مشکلات حرفہای ہژدہ" (ص۱)۔ ان اٹھارہ حروف میں سے سترہ یہ ہیں: الف، ب، ت، ث، ح، خ، د، ذ، ر، ز، س، ش، ص، ض، ط، ظ، م،

شارح نے حرف دال کی شرح یوں لکھی ہے:

"بحث دال ... مراد از دال حضور دائمی است و حضور بر دو وجہ است' حضور تقلیدی وحضور تحقیقی۔ حضور تقلیدی آنست کہ ذکر در دل قرار نگیرد۔ اگر بتکلف دل را حاضر سازد چون آن تکلف کم شود آن ذکر نیز کم شود و ذکر تحقیقی آنست کہ بفضل الٰہی دردل سالک قرار گرفتہ باشد و ہمیشہ حاضر باشد و این حضور پس از مضمون این آیہ حاصل می شود۔ کما قال اللہ تعالیٰ: واذکر اسم ربک وتبتیل الیہ تبتیلا (مزمل' ۸) و این تبتل و قطع دران وقت حاصل می شود کہ ماسوی اللہ ہمہ را فانی داند کہ جز از محبوب حقیقی دیگر نماند و خاصیت اسم ہمین او را روی نماید کہ بہ آن صفت کہ در اسم ہمین است موصوف پس از توبہ نصوحہ کما قال اللہ تعالیٰ: فاولیک یبدل اللہ (فرقان' ۷۰) و این حضور را اصلاً غفلت دور شدہ باشد و ذکر جاگرفتہ باشد کہ ذکر دائمی آنست کہ از دریای نفس کلی بیرون شدہ باشد و در دریای وحدت داخل شدہ باشد"۔ (ص ۹۲)۔

شارح نے میر سید علی ہمدانی کی تصنیف ذخیرۃ الملوک کا بار بار حوالہ دیا ہے اور متعدد مقامات پر اپنے فارسی اشعار بھی نقل کیے ہیں۔ شارح کا تخلص "حاجی" ہے۔

آغاز (مقدمہ): الحمدللہ رب العالمین بی نہایت مہدی ہادیان و مضل ضلالیان' اوست۔ کما قال اللہ تعالیٰ: تھدی من تشاء و تضل من تشاء' و مغفر مغفوران و مرحم مرحومان اوست۔

آغاز (شرح):

الف یوکورہ لہ میمہ
دروی دوار و معنی ہیمہ (۱)

بدانکہ الف و میم بہ اعتبار معنی یک است۔

نستعلیق' محمد منیر' تیرہویں صدی ہجری۔

۱۔ نسخہ بدل:

الف یوکورہ لمیم
درو دوار معنی ہیم

۳۔ شجرہ ہاے طریقت (تصوف/ انساب ' فارسی ' نثر) ' ص ۲۰۴۔ ۲۱۰

میاں صلاح الدین کے مرید میاں صاحب اکبر پوری پشاوری کا سلاسل چشتیہ ' قادریہ ' نقشبندیہ اور سہروردیہ میں بیعت طریقت کا شجرہ ہے۔

۴۔ فصل دربیان مقام شیخی و شرایط وصفات آن (تصوف ' فارسی ' نثر) ' ص ۲۱۱۔ ۲۳۵

مکتوبات یحیی منیری سے منقول ہے۔

۵۔ ترجمۂ دعای سریانی (تصوف/ ادعیہ ' فارسی ' منظوم) ' ص ۲۳۹۔ ۲۵۱۔

ضیاء الدین نخشی دہلوی نے منظوم ترجمہ کیا ہے۔

آغاز:

انا الموجود فاطلبنی تجدنی
فان تطلب سوایی لم تجدنی

ترجمہ: منم موجود ای طالب کجایی
چرا در حضرت ما در نیایی

حوالہ:

موضوع کی تفصیل اور پاکستان میں مخطوطات کے لیے: منزوی (مشترک) ۳: ۳۔ ۱۶۲۲

۶۔ مرغوب القلوب (تصوف ' فارسی ' نظم) ' ص ۲۵۸۔ ۲۶۴۔

از شمس الدین شمس تبریزی ' ۷۵۷ھ میں دس فصول میں منظوم کی۔ فصلوں کی ترتیب یہ ہے: توبہ ' تعلیم و سلوک ' وضو و نماز ' ترک دنیا ' طلب مرشد ' تفرید و تجرید معرفت ' عاشق و معشوق و عشق ' فنا وبقا ' سفر و اقامت۔

آغاز:

بگویم حمد رب العالمین را
عطا کو کرد بر من عقل و دین را

یہ نسخہ ناقص الاخر ہے اور دسویں فصل جاری ہے۔ اس کے بعد متفرق اوراق ہیں جن میں اوراد

و تعویذات اور خواص اسماء الحسنی تحریر ہیں۔

حوالے:

پاکستان میں دیگر مخطوطات کے لیے: منزوی (مشترک) ۷: ۴۰۹ - ۴۱۵

مطبوعہ نسخے کی تفصیل: نوشاہی (چاپی) ۱: ۷۱۰

مجموعہ، شمارہ مخطوطہ ۱۹

۱۔ رسالہ در علم حساب (مقدمہ) یا خلاصتہ الحساب (ترقیمہ)، (حساب، فارسی، نثر)

از ملا علی قوشچی (م ۸۷۹ھ)، تین مقالات پر مشتمل ہے ا۔ حساب ہند۔ ۲۔ حساب اہل تنجیم - ۳۔ مساحت۔ ہر مقالہ مزید کئی فصول پر مبنی ہے۔

آغاز: الحمدلله رب العالمین والصلوة والسلام علی محمد و آله اجمعین۔ امابعد این رسالہ ایست درعلم حساب مشتمل برسہ مقالہ۔

نستعلیق، (شیخ عمر ساکن موضع چوپالیہ)، رمضان المبارک (۱۲۸۱ھ)، ۲۴ ص، ناقص الاخر) مقالہ اول، فصل ششم تک۔

حوالہ:

پاکستان میں مخطوطات کے لیے: منزوی (مشترک) ۱: ۱۸۸۔

۲۔ فرایض ورثہ (فقہ، فارسی، نثر)

از محمد حسین بن شاہ محمد بن علی شیر ملتانی (مقدمہ)۔ ترکہ کی تقسیم سے متعلق مسائل کا ذکر بطور سوال و جواب کیا گیا ہے۔ چند ایک مقامات پر "باب" اور "فصل" کا عنوان بھی قائم ہے۔ مثلاً باب الحجب فی اللغت المنع، باب بیان السہام، باب فی بیان العول، باب فی بیان معرفت مواد اربع، باب فی بیان النوع التصحیح، فصل فی التقاسمہ، فصل فی تناخ۔

آغاز: الحمدلله رب العلمین والعاقبة للمتقین ... امابعد فیقول المفتقر الی الله محمد حسین ابن شاہ محمد... مستحقین برای ترکہ میت سیزدہ نفراند۔

نستعلیق، (شیخ عمر ساکن موضع چوپالیہ)، ۱۰ رمضان (۱۲۸۱ھ)، ۵۰ ص

۳۔ سراجی (عربی، نثر)

نسخ، (شیخ عمر...)، ۱۴ محرم (۱۲۸۱ھ)

۴۔ فرایض سجاوندی (عربی، نثر)

نستعلیق، ترقیمہ اس نسخے کے آخر میں موجود ہے۔ شیخ عمر ساکن موضع چوپالیہ، ۱۰ جمادی الاول ۱۲۸۱ھ)۔

مجموعہ، شمارہ مخطوطہ ۲۱

ام العلاج (طب، فارسی، نثر)

از امان اللہ مخاطب بہ خانہ زاد خان فیروز جنگ ابن مہابت خان سپہ سالار بن غیور جنگ (مقدمہ) یہ کتاب ۱۰۳۶ھ میں تصنیف ہوئی۔ مصنف لکھتا ہے: "ترتیب این قواعد کہ چون بنات النعش پراکندہ بود درسنہ ستہ و ثلثین والف پرداختہ مثل عقدہ پروین مجتمع ساخت و مسمی گردانید بہ "ام العلاج" (مقدمہ)۔ مصنف نے بتایا ہے کہ جہانگیر بادشاہ کے دربار میں اہل فضل تحصیل فضائل میں مشغول ہیں اور ہر ایک اپنے علم و دانش کے مطابق تصنیفی کام کر رہا ہے اور اس (مصنف) نے آئین جلاب اور قوانین مسہل پر یہ کام سر انجام دیا (مقدمہ)۔ یہ کتاب ایک مقدمہ، چھ ابواب اور ساٹھ فصول پر مشتمل ہے۔ ابواب کی تفصیل یہ ہے مقدمہ: استفراغ واحتباس۔ باب: ۱۔ احوال خلطہا ولینت طبیعت واحتباس و نصایح دادن جلاب وموانع اسہال و وقت اسہال واسباب مسہل ونگاہداشتن قوت، ۱۰ فصول ۲۔ منضجات اخلاط و ادویہ مفردہ مسہلہ اخلاط وملین بطن ومخرج ثقل وادویہ مبدرقہ مسہلات ودارو کہ بہ چہ طریق خلط را می کشند و بہ چہ طریق اسہال می کنند، ۱۵ فصول۔ ۳۔ طریق پختن جلاب و مخدرات ذایقہ واغذیہ مناسبہ اخلاط اربعہ وطریق دادن جلاب، ۸ فصول۔ ۴۔ اسہال را کی باز باید داشت و تدارک و علاج حالہای بد کہ در استفراغ پدید آید و اندر باز داشتن اسہال چون افراط کند، علاج داروی مسہل کہ کار نکند، ۴ فصول ۔ ۵۔ داروی مسہل بہ اہل تنعم چگونہ دہند و ہمچون دادن جلاب بہ کودکان و پیران و بہ کیف خواران چون افیونی وبنگی و شرابی و جلاب دادن بہ مردم زخمی وآنہا کہ تب دارند و دادن جلاب بہ حوامل، ۶ فصول۔ ۶ ۔ قانون ادویہ مسہلہ و مقدار شربت آن و مرکبات آن، ۲۰ فصول۔

آغاز: جان داروئی کہ مزاج بخردی را از فساد نقصان و ازدیاد مواد اربعہ سکوت و تکلم وفراموشی و یاد آوری باز دارد۔

نستعلیق، بارہویں صدی ہجری، ۱۶ ص۔

یہ کتاب مطبع نول کشور، کانپور سے ۱۸۷۳ء میں چھپ چکی ہے۔

حوالہ:

منزوی (مشترک) ا: ۴۹۲ ۔ ۴۹۳۔ شمارہ ۲۵۵۸ کے تحت متعارف ہونے والا نسخہ اس وقت زیر بحث ہے۔

۲۔ قرابادین شفائی (طب، فارسی، نثر)

از مظفر بن محمد حسین شفائی اصفہانی۔ شاہ عباس اول صفوی (۹۹۵ ۔ ۱۰۳۷ھ) کا معاصر تھا، مقدمے میں لکھتا ہے: "از مدتی مدید تراکیبی چند کہ در معالجت امراض کہ ازان گریزی نبود جمع کردہ بود، خواست کہ در سلک تدبیر در آوردہ بعضی از کتب مناسبہ در ہر باب از کتب حکمای متقدمین و متاخرین منتخب و مترجم نمودہ بہ آن منتظم کرد تا کتاب جامع و مستغنی از سایر قرابادینات باشد، بر ترتیب حروف مرتب ساخت"۔

آغاز: الحمدلله الحکیم العلیم والصلوة علی من اوتی الحکمة والکتاب الکریم۔

نستعلیق، بارہویں صدی ہجری، ۱۳ ص، نامکمل۔

حوالے:

کوثر چاند پوری کی کتاب اطبائے عہد مغلیہ ص ۱۱۰ پر مصنف کے حالات خلط ملط ہو گئے ہیں۔

دیگر مخطوطات کے لیے: منزوی (مشترک) ا: ۶۸۱۔ ۶۸۴، شمارہ ۳۶۸۹ کے تحت زیر بحث نظر متعارف ہوا ہے۔

مجموعہ۔ شمارہ مخطوطہ ۲۸

رسائل یوسفی (طب، فارسی)

از یوسف بن محمد یوسفی ہروی (م ۹۵۰ھ)۔ ہرات سے ہندوستان نقل مکانی کی اور اپنی اعلی صلاحیتوں کے باعث بابر اور ہمایوں کے دربار میں جگہ پائی۔

۱۔ قصیدہ در حفظ صحت و تدبیر ماکول و مشروب (طب، فارسی، منظوم)

ماکول، مشروب، حرکت بدنی، سکون بدنی، سکون نفسانی و نوم، تعطش، استفراغ و احتباس، وغیرہ کی تدابیر اور دیگر متفرق مسائل پر ردیف "الف" میں قصیدہ ہے۔

استاد منزوی (مشترک ا: ۵۴۵) نے اس قصیدے کا سال تصنیف ۹۳۷ھ اور مهدالیہ کا نام بابر بادشاہ لکھا ہے اور حوالے کے لیے یہ شعر دیا ہے:

شاہ جم قدر بابر غازی
کف او غیرت سحاب آمد

مذکورہ شعر مجھے زیر نظر نسخے میں نہیں ملا اور ویسے بھی یہ ردیف دال میں ہے لہٰذا یہ الفیہ قصیدے میں کیسے جگہ پا سکتا ہے۔ البتہ قصیدے کے خاتمے پر یوسفی نے بادشاہ کا نام لیے بغیر یہ شعر لکھا ہے:

حامی شرع محمد بادشاہ ما کہ ہست
آفتاب و ماہ را از رای او نور و ضیا

آغاز: بعد از حمد حکیم دانا و تحیت زبدہ رسل و انبیاء و اصحابہ اجمعین ...

ای کہ خواہی تندرستی از در حکمت درا
تا بہ علت ہای گونا گون نگردی مبتلا

نستعلیق، بارہویں صدی ہجری، ۴ ص۔ اس کے بعد تدبیر ماکول و مشروب پر ایک مختصر مثنوی اور کتاب قسطاس الاطبا سے علامات امراض منقول ہوئی ہیں۔

حوالے:

پاکستان میں مخطوطات کے لیے: منزوی (مشترک) ا: ۵۴۵ ۔ ۵۴۶ ' شمارہ ۲۸۸۷ کے تحت زیر بحث نسخہ متعارف ہوا ہے۔

نوشاہی (چاپی) ا: ۴۲۰ ۔ ۴۲۱ اور ۴۳۹ ' قصیدہ یوسفی در حفظ صحت متعارف ہوا ہے جو ایک دوسرا قصیدہ ہے۔

۲۔ فواید الاخیار (طب ' فارسی ' منظوم)

معالجہ امراض پر رسالہ ہے ۔ امراض کا ذکر حروف تہجی کے اعتبار سے ہوا ہے۔ یہ رسالہ ۹۱۳ھ میں تصنیف ہوا جیساکہ خاتمہ رسالہ میں مصنف کہتا ہے:

بدستیاری قلمم شد این رسالہ تمام
کہ آفتی نرسد زانقلاب دورانش
زخواندنش ،فواید رسید چون اخیار
بود "فواید اخیار" سال اتمامش

۹۱۳

آغاز:

بدان چونکہ گفتی سپاس و درود
کہ در فن طب است این قطعہا

نستعلیق ' ۲۴ ص۔

حوالہ:

پاکستان میں مخطوطات کے لیے: منزوی (مشترک) ا: ۶۶۳ ۔ ۶۶۵ ' شمارہ ۳۵۸۷ کے تحت زیر بحث نسخہ متعارف ہوا ہے۔

۳۔ ملحقات طب یوسفی (طب ' فارسی ' نثر)

ترقیمہ میں کاتب نے یہ عبارت لکھی ہے ' "ملحق شد این اوراق با باب اول یوسفی کہ در علاج امراض از سر شروع نمودہ بنوسد"۔ یہ ملحقات مندرجہ ذیل دس فصلوں پر مشتمل ہیں: ا۔خلقت و سبب نری و مادگی فرزند ' ۲۔ شناختن مزاج طبیعی اعضای رئیسہ ' ۳۔احوال سرو شناختن

خاصیت آن ۔ ۴۔شناختن مری و معدہ ' ۵۔شناختن جگر و خاصیت آن ' ۶۔شناختن مقدمات بیماری' ۷۔شناختن احوال بیمار از نبض ' ۸۔ شناختن احوال بیمار از قارورہ' ۹۔شناختن احوال مردم از طعم دہان و آرزوہا' ۱۰۔ علامت نیک و بد در بیماری۔

آغاز: باب اول در خلقت و سبب نری و مادگی فرزند ۔ ارسطاطالیس گوید نخستین چیزی کہ حق تعالی از تن آدمی بیافرید۔

نستعلیق' ۱۱ص۔

۴۔ دلائل النبض (طب' فارسی' نثر)

یوسفی نے یہ رسالہ ۹۴۲ھ میں لکھا۔ قطعۂ تاریخ یہ ہے:

زد رقم خامہ ام دلائل نبض
نظری کن و تاملی فرمای
تا شود "نبض" سال تاریخش
دہ ز صد کم برو بیافزای

یعنی لفظ "نبض" کے اعداد ۸۵۲ میں ۹۰ جمع کرنے سے سال تصنیف برآمد ہوتا ہے۔ یہ رسالہ نبض کی مختلف رفتاروں اور حرکتوں سے متعلق ہے۔

آغاز: الحمدللہ النافع الحکیم العلام والصلوۃ علی زبدۃ الانبیاء و اولادہ الکرام و اصحابہ العظام۔

نستعلیق' ۱۱ص

حوالے:

پاکستان میں دیگر مخطوطات کے لیے: منزوی (مشترک) ۱: ۵۷۵ ۔ ۵۷۷' شمارہ ۳۰۷۳ کے تحت زیر بحث مخطوطہ متعارف ہوا ہے۔

اشاعتوں کے لیے: نوشاہی (چاپی) ۱: ۴۱۸۔ ۴۱۹۔

۵۔ دلائل البول (طب، فارسی، نثر)

یوسفی مقدمے میں رقم طراز ہے: "چون رسالۂ دلائل النبض بہ اختتام انجامید بہ خاطر بعضی از مخادیم واعزہ چنان رسید کہ در ادلۂ بول نیز کلمہ چند نوشتہ گردد، لاجرم این مختصریہ دلائل البول موسوم در حیز عبارت و قید کتابت در آمد"۔ یہ رسالہ بھی ۹۴۲ھ میں لکھا گیا۔ قطعۂ تاریخ حسب ذیل ہے:

احکام بول را ز رہ فکر یوسفی
بہر تو جمع کردو جمیع برادران
تاریخ سال تاکہ شود دوشت مگر
"قارورہ" و چہار صد سی فزا برآن

(خاتمہ)

یعنی "قارورہ" کے اعداد ۵۱۲ پر ۴۳۰ بڑھانے سے سال تصنیف برآمد ہوتا ہے۔ یہ رسالہ پیشاب سے متعلق مسائل پر سات "جنس" پر مشتمل ہے۔ ۱۔ رنگ بول، ۲۔ قوام بول، ۳۔ صفائی و کدورت بول، ۴۔ رائحۂ بول، ۵۔ زبدہ بول، ۶۔ رسوب بول، ۷۔ مقدار بول۔

آغاز: بعد از حمد و سپاس حکیم مطلق جل ذکرہ و پس از درود رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم۔

نستعلیق، ۱۱ ص

حوالے:

پاکستان میں مخطوطات کے لیے: منزوی (مشترک) ۱: ۵۷۲، شمارہ ۳۰۴۷ کے تحت زیر بحث نسخہ متعارف ہوا ہے۔

کچھ اشاعتوں کے لئے: نوشاہی (چاپی) ۱: ۴۱۸

۶۔ قصیدہ ماکول و مشروب (طب، فارسی، منظوم)

اس رسالے کی تاریخ تصنیف مصنف نے بہ صورت معما کہی ہے جس نے ہمیں مشکل میں ڈال دیا ہے۔ قصیدے کا پانچواں شعر یہ ہے:

چو از چرہ این باغ برقع کشود
مرا سال تاریخ او خوش نمود

اگر "چرہ این باغ" کو مادہ تاریخ سمجھا جائے اور اس لفظ "برقع" کے اعداد نکال دیے جائیں تو یہ عمل یوں ہوگا: ۱۲۷۶۔ ۳۷۲ = ۹۰۴، یوسفی ۹۵۰ھ میں وفات پاگیا تھا تو کیا یہ اس کے اوائل زندگی کی تصنیف ہے؟ یا ممکن ہے مذکورہ شعر سے استخراج تاریخ کا کوئی اور طریقہ ہو۔

تدبیر ماکول و مشروب کے بارے میں قصیدہ ہے۔ "خاتمہ" کے اشعار کے بعد "مناجات در طلب عشق و محبت" ہے جس میں یوسفی نے اپنی افسردہ دلی کا ذکر کیا ہے۔

آغاز:

زبان را چو در اول این کلام ۱
ز حمد و تحیت رساندی سلام
بدان ای خردمند روشن ضمیر
کہ گوید چنین یوسفی ہم حقیر

نستعلیق، ۹ ص۔

حوالے:

پاکستان میں دیگر مخطوطات کے لیے: منزوی (مشترک) ۱: ۱۲۱۷۔ ۱۴۱۷، شمارہ ۳۹۲۲ کے تحت یہی نسخہ متعارف ہوا ہے۔

طباعت کے لیے: نوشاہی (چاپی) ۱: ۴۲۰۔ ۴۲۱ اور ۴۴۱۔ ۴۴۲۔

مجموعہ۔ شمارہ مخطوطہ ۳۰

۱۔ شمس العارفین مخاطب بہ مشکل گشا و حضور نما (تصوف، فارسی، نثر)، ۲۔ ۱۰۵)

مرتب کا نام معلوم نہیں ہے لیکن اس نے حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قادری (م

۱۱۰۲ھ) کی مختلف تصانیف سے یہ انتخاب تیار کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے: "شروع می کنم بعون اللہ تعالیٰ رسالہ انتخاب کردہ از کتاب کلید التوحید و قرب دیدار' مجموع الفضل و عقل بیدار و جامع الاسرار و نورالہدیٰ و عین النما و فضل اللقا(؟) تصنیفات سلطان العارفین شیخنا سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ در علم تصوف والوصول ...(پارہ شدہ)... از طریقہ قادری علیہ الرحمتہ والمغفرتہ و نام این شمس العارفین کردہ شد و مشکل گشا و حضور نما خطاب دادہ شد" (ص ۲۔ ۳)۔ یہ کتاب مندرجہ ذیل سات ابواب پر مشتمل ہے: ۱۔ اس کتاب کے مطالعہ کے فضائل اور اس پر عمل کرنے کے بیان میں' ۲۔ ذکر و فکر' ترتیب تصور' مشق وجود اور اس کے مقامات' سیاہ دل کا علاج جس پر اسم اللہ اثر نہ کرتا ہو' ۳۔ مراقبہ اور مکاشفہ اور اس کے احوال' ۴۔ فنا فی الشیخ' فنا فی الرسول' فنا فی اللہ' ۵۔ مجلس محمدی میں مشرف اور ملازم ہونا' ٦۔ اہل قبور پر دعوت پڑھنا جو کہ سب دعوات سے اولیٰ اور افضل ہے' ۷۔ متفرقات۔

آغاز: الحمدللہ رب العالمین و الحمدللہ الذی نور قلوب العارفین بالھدایت والعرفان۔

نستعلیق' (احمد الدین ولد میاں فیض بخش ساکن ککر وال' ۱۲۸۲ھ)۔

حوالہ:

منزوی (مشترک) ۳:۱٦٦۸۔ ۱٦٦۹ میں شمارہ ۸۹۸۸ کے تحت زیر بحث نسخہ متعارف ہوا ہے۔

۲۔ نورالہدیٰ (تصوف' فارسی' نثر)

از سلطان باہو قادری (م ۱۱۰۲ھ) ۔ مصنف لکھتا ہے: "صاحب تصنیف باہو مع ہو در معنی معانی خاص لامکان ابن بازید عرف آوان در زمان ... محی الدین محمد اورنگ زیب پادشاہ عادل' عابد زاہد' واقف اسرار ربانی' آگاہ الہام سبحانی این کتاب را خطاب نورالہدیٰ نمودہ" (ص ۲) ۔ کتاب کا باب سوم دربیان مراقبہ' خواب' غرق توحید' تفرید و تجرید اور باب چہارم در نفی و اثبات و ذکر ضرب جہر و خفی ہے۔

آغاز: الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ علی خاتم النبیین محمد ... بدانکہ چند کلمات

مقامات از کشف و کرامات درجات۔

نستعلیق، (احمد الدین ۱۲۸۲ھ)۔

پاکستان میں مخطوطات کے لیے منزوی (مشترک) ۳: ۲۰۸۵-۲۰۸۶، شمارہ ۱۱۳۱۷ کے تحت بحث نسخہ متعارف ہوا ہے۔

۳۔ دیوان سلطان باہو (ادب، فارسی، منظوم)

آغاز:

یقین دانم دریں عالم لا معبود الا ھو
ولا موجود فی الکونین مقصود الاھو

نستعلیق، (احمد الدین ۰۰۰، ۱۲۸۲ھ)، ص ۱۷۷ تا ۹۸۵ سیحرفی پنجابی و مدح عبدالقادر جیلانی بزبان پنجابی۔

حوالہ:

پاکستان میں مخطوطات کے لیے منزوی (مشترک) ۷: ۹۵۸-۹۶۰، ص ۹۵۹ پر نسخہ گجرات، زیر بحث نسخہ ہے۔

۴۔ ارشاد الطالبین (تصوف، فارسی، نثر)، ص ۱۸۵۔ ۱۹۲۔

از لطف اللہ بن شیخ عبداللہ قادری تتوی ۔ مصنف لکھتا ہے: "روزی در خاطر گذشت کہ یک رسالہ برای طلب طالبان خدائے تعالی باشد کہ در او ذکر جلی و خفی ہر دو باشد تا ایشان بدان اذکار مشغول باشند۔ لہذا این فقیر لطف اللہ بن شیخ عبداللہ تتہ ای ۔۔ کہ از سلسلہ خلفای قادریہ است ۔ چند اذکار را در نوشتہ یکجا جمع کردہ و این رسالہ را ارشاد الطالبین نام نہادہ و تصنیف وی درسنہ ھزار وصد وہفت (۱۱۰۷ھ) شد" (ص ۱-۲) جیسا کہ بیان ہوا یہ رسالہ ذکر کے بیان میں ہے اور پانچ فصلوں پر مشتمل ہے ۱۔ ذکر زبان، ۲۔ ذکر نفس، ۳۔ ذکر روح، ۴۔ ذکر قلب، ۵۔ توجہ صوری۔

نستعلیق، احمد الدین ولد میاں فیض بخش قوم کری ساکن کھکروال، تھانہ مڈھ، تحصیل

بھیرہ، ضلع شاہ پور، پرگنہ تخت ہزارہ، ذیقعدہ ۱۲۸۲ھ۔

حوالہ:

منزوی (مشترک) ۳: ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴ میں یہی نسخہ متعارف ہوا ہے۔ تحفہ الکرام از علی شیر قانع تتوی میں متعدد مقامات پر لطف اللہ تتوی کا ذکر ہوا ہے مگر یہ واضح نہیں ہو سکا کہ وہ ہمارا مصنف ہے یا کوئی اور؟

مجموعہ۔ شمارہ مخطوطہ ۳۲

۱۔ ساعت نامہ (علوم غریبہ، فارسی، نثر)، ص ۲۔ ۲۳۔

مصنف نامعلوم، حسب ذیل مندرجات ہیں: فصل اول در ساعت نیک و بد، فصل دوم در روز ہای ہفتہ، فالنامہ بندہ گریختہ، فالنامہ غایب، فالنامہ برای بیماران، فالنامہ حروف تہجی۔

آغاز: الحمدللہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین۔ بدانکہ ساعت نامہ آن راگویند کہ در آن اوقات نیک و بد معلوم کردہ آید۔

۲۔ فالنامہ (علوم غریبہ، فارسی، نثر)، ص ۲۴۔ ۲۹۔

حروف تہجی کا فالنامہ ہے۔

آغاز: فالنامہ دیگر کہ احوال خود نیک و بد معلوم کند۔

نستعلیق، ترقیمہ: "فالنامہ بتاریخ اول ماہ بیساکھ کہ آن را ویساکھی گویند بروز چہار شنبہ سمت ۱۹۱۲ موافق ۲۳ شہر رجب المرجب ۱۲۷۱ ہجری برا ے پاس خاطر محبت حافظ کریم بخش باغبان ساکن حضرت کیلیاں والہ چٹھہ"۔ (۱)

مجموعہ۔ شمارہ مخطوطہ ۳۴

۱۔ مرغوب بالقلوب (تصوف، فارسی، مثنوی)

شمس تبریزی۔ تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔

نستعلیق، بلا تاریخ، تیرہویں صدی ہجری، ۱۴ ص۔

۱: موضع حضرت کیلیاں والہ، ضلع گوجرانوالہ پنجاب میں علی پور چٹھہ سے چند میل بہ طرف مغرب واقع ہے۔

حوالہ:

منزوی (مشترک) ۷: ۴۱۴ وہاں مذکور نسخہ گجرات ' اب ہمارے زیر بحث ہے۔

۲۔ شرح طور معانی (مقدمہ): شرح طومار معانی (خاتمہ)

از زین العابدین ابراہیم آبادی ۔ "زین العابدین ... مولد عنصرو جودش و منشاء گوہر مشہودش ابراہیم آباد ... است "۔ (ص ۱)۔ تاریخ تصنیف کا ذکر خاتمہ کتاب پر یوں ہوا ہے: "پروانہ صفت بہ نور افشانی شمع اسرار شرح کلام غیب باللسان برسیہ درونان زادہ قلم بہ ہفت ماہ (در) سحرگاہ عید رمضان روز دو شنبہ غرہ شوال سنہ ۱۱ ہجری (کذا) در سنہ احد جلوس اعلی معظم شاہ بہادر غازی خلد اللہ تعالی ملکہ و سلطانہ فراغت دست کشاد ۰۰۰ " (ص ۱۲۷ ۔ ۱۲۸)۔ ہند میں اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد اعظم شاہ تخت پر بیٹھا تھا اور سنہ احد اسی کے جلوس کا پہلا سال ہے گویا یہ شرح ماہ ربیع الاول ۱۱۱۸ھ میں لکھی جانے لگی اور سات مہینے کے بعد بروز پیر عید شوال کے موقع پر مکمل ہوئی۔

دیوان حافظ شیرازی سے منتخب اشعار کی صوفیانہ شرح ہے۔ شارح نے دیباچے میں صراحت کی ہے کہ اسے کلام حافظ کے اسرار و رموز سمجھنے کا کچھ یارا نہیں تھا۔ ایک دن اہل تصوف کی مجلس میں دیوان حافظ کا کوئی شعر زیر بحث آیا مگر اس کا ایسا مفہوم ادا نہ ہو سکا جو اہل عقل قبول کرتے۔ اسی غور و فکر میں دن گذر گیا۔ آدھی رات کے وقت حافظ شیرازی قلندری لباس مگر سکندری شان و شوکت کے ساتھ ظاہر ہوئے۔ انہوں نے اپنے آفتاب جمال کی روشنی سے میرے "خانہ تیرہ درون" کو "بیت اللہ" بنا دیا اور کثیف سینے کو کثافت سے پاک کر دیا اور اپنے لطف و عنایت سے اس شعر کا مفہوم اس طرح بیان کیا کہ مجھ پر دیوان کے تمام اسرار و رموز کھل گئے۔ (ص ۱۔۲)۔

شارح نے اپنے مختصر دیباچے کے بعد دیوان حافظ کی اصطلاحات کی فرہنگ لکھی ہے جس کے اختتام پر یہ عبارت موجود ہے: "بموجب ارشاد خلیفتہ الراشدین زین العابدین مسودہ نمودہ شد"۔ ایسا معلوم ہوتا ہے ہمارے شارح کی فرمائش پر اس کے کسی دوست نے یہ فرہنگ لکھی اور جب خود شارح نے غزلیات کی شرح لکھی تو وہ فرہنگ بھی اپنی کتاب میں شامل کر لی۔

شرح طور معانی سے بعض افادات:

الف۔ شارح نے حافظ کے شعر

دل می رود ز دستم صاحب دلان خدا را
در دا کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا

کی شرح لکھتے وقت حافظ کو طریقہ نقشبندیہ کا پیروکار بتایا ہے: "حضرت کہ در طریقہ نمیقہ نقشبندیہ اشتغال دارند ملاحظ از اظہار ذکر خفی بسیار می کنند و ترس و دریغ در افواہ افتادن راز پنہان می خورند" (ص ۲۹)۔ واضح ہو کہ طریقہ نقشبندیہ خواجہ بہاء الدین محمد بخارائی نقشبند سے منسوب ہے اور ان کا زمانہ (۷۱۸۔ ۷۹۱ھ) ٹھیک حافظ کا متعینہ زمانہ حیات (۷۲۷۔ ۷۹۲ھ) ہے۔ تاہم نقشبندی یا دیگر موثق ماخذ سے یہ بات پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی کہ حافظ سلسلہ نقشبندیہ سے وابستہ تھے۔ شارح نے اصول نقشبندیہ "ذکر خفی" کو حافظ کے شعر سے منطبق کیا ہے۔

ب۔ شارح نے بعض مقامات پر ہندی (اردو) زبان کے مترادفات بھی دیئے ہیں۔ مثلاً مطلع دیوان حافظ کی تشریح میں لکھا ہے "نقطۂ دہن کہ مظہر کل حرف کن است کہ آن را در زبان ہندی آواز انہت و اناہت گویند (ص ۹)۔

ج۔ حافظ کے بیت

گر مطربی حریفان این پارسی بخواند
در رقص و حالت آرد پیران پارسارا

کی شرح لکھتے ہوئے شارح بیان کرتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ میں درد تھا۔ درد کی شدت سے آپ کا رنگ زرد پڑ گیا۔ اصحاب نے احوال پرسی کی تو فصیح پارسی میں فرمایا "اشکم درد یکی" (ص ۳۱)۔

د۔ حافظ کی غزل بہ مطلع

ساقی حدیث سرود گل و لالہ می رود
وین بحث با ثلاثہ غسالہ می رود

سے استناد کرتے ہوئے اکثر شارحین حافظ اور مورخین ادب فارسی نے حافظ اور سلطان غیاث

الدین حاکم بنگالہ کا باہمی تعلق ظاہر کیا ہے۔ شرح طور معانی کے مصنف زین العابدین نے بھی اس بیت کی تشریح اسی نقطۂ نظر سے کی ہے اور کچھ دلچسپ باتیں لکھی ہیں۔ یعنی سرو و گل اور لالہ سلطان غیاث الدین بادشاہ بنگالہ کی تین کنیزوں کے نام ہیں جو سلطان کے باغ سے متعلق امور پر مامور تھیں۔ ایک دن تینوں کنیزیں سلطان کے غسل کے وقت اس پر پانی ڈال رہی تھیں کہ اچانک سلطان کے ذہن میں غزل مذکورہ کے مطلع کا پہلا مصرعہ آیا۔ اس نے دوسرا مصرعہ کہنے کے لیے کئی لوگوں سے کہا لیکن کسی شاعر کو ایسا مصرعہ نہ سوجھا جو زبان زد ہو سکے۔ اسی اثنا میں شیراز سے ایک نوجوان ادھر آ نکلا' اس نے حافظ کی چند غزلیں سلطان کے ملاحظ سے گذاریں۔ سلطان ان کی فصاحت و بلاغت دیکھ کر عش عش کر اٹھا اور اسی نوجوان کو ایلچی بنا کر اور تحایف و ہدایا دے کر حافظ شیرازی کی خدمت میں بھیجا اور دوسرا مصرعہ کہنے کی درخواست کی۔ نوجوان واپس شیراز آگیا اور ماجرا بیان کیا۔ حافظ نے اسی وقت دوسرا مصرعہ کہہ ڈالا اور پھر اسی نوجوان کے روبرو یہ پوری غزل کہہ ڈالی اور اسی رات اپنے دست کرامت سے حافظ نے یہ غزل سلطان کی خاص بیاض میں لکھ دی اور خواب میں سلطان کو اس بابت آگاہ بھی کر دیا۔ اگلی صبح سلطان نیند سے بیدار ہوا تو پوری غزل اپنی بیاض میں لکھی پائی۔ یہی وجہ تھی کہ حافظ نے اس غزل کا ایک مصرعہ یوں باندھا:

کین طفل یکشبہ رہ یکسالہ می رود (ص ۸۲)

آغاز مقدمہ: بعد حمد و ثنای ذات مطلق کہ از ادراک فہم بشر در بحر صفات خویش آشنا۔

آغاز فرہنگ اصطلاحات: ای رموز فہم صاحب ادراک پنبہ از گوش بنہادہ کہ بادہ صبوح دیوان غیب اللسان مانند رنگ خم عیسی پخندیں رنگ مخالف مملو بہزار رنگ اسرار است۔

آغاز شرح: الا یا ایہا ... الا موضوع است برای خبردار کردن و گاہ استعمال می کنند برای عرض یا بجہت ندا و ذکر۔

نستعلیق' بلا تاریخ' بارہویں اور تیرہویں صدی ہجری کے دو مختلف قلم ہیں۔ بعض مقامات پر کاتب نے شکلیں بنا کر مطلب واضح کیا ہے۔ ۱۲۸ ص۔

حوالے:

پاکستان میں دیگر مخطوطات کے لیے منزوی (مشترک) ۳: ۱۶۰۲' شمارہ ۸۵۸۰ کے تحت جس مخطوطہ کا ذکر کیا گیا ہے اس کی تاریخ کتابت ۱۱۰۲ھ بتائی گئی ہے جو طور معانی کی تصنیف سے سولہ سالہ اقدم ہے۔ فہرست نگار نے اسے شیخ محمد لاہوری سے منسوب بتایا ہے لہٰذا اسے طور معانی کے ضمن میں درج کرنا درست نہیں ہے۔ یہ نسخہ شیخ محمد بن یحیی بن عبدالکریم لاہوری کی شرح دیوان حافظ ہو سکتا ہے جو ۱۰۷۷ھ میں تصنیف ہوئی' نوشاہی (موزہ) ۴۸۷ پاکستان میں طور معانی کا قدیم ترین مخطوطہ مورخہ ۱۱۲۸ھ متعارف ہوا ہے۔

مراتب الوجود (تصوف' فارسی' نثر)

از محمد بن نورالدین الخلیفہ الخضری مولداً الشیرازی موطنا (ص ۱)۔ "اما بعد این رسالہ ایست مسمی بہ مراتب الوجود مشتمل ملخص اصطلاحات ارباب ذوق و شہود و کلام ایشان فی توحید ذات"۔ (ص ۱)

آغاز: الحمدللہ الذی لا الہ الا ھو الاحد فی بطون جلال ذاتہ الواحد الصمد فی ظھور جمال۔

شمارہ ۳۱' نستعلیق' (محمد مولا)' بارہویں صدی ہجری' ۱۴ ص۔

حوالہ:

منزوی (مشترک) ۳: ۴۔۱۹۰۳ شمارہ مسلسل ۱۰۳۱۶ کے تحت متعارف ہونے والا نسخہ اس وقت زیر بحث ہے۔

مصباح الطالبین (تصوف' فارسی' نثر)

میر عباس بن قدوۃ الواصلین سید دانیال نبیرہ حضرت غفران پناہ سید احمد او تاد رضوی (مقدمہ) نے محمد اکرام ملتانی کی فرمائش پر یہ رسالہ تصنیف کیا۔ "اگرچہ این غریب عذر درمیان آوردہ از راہ تلاطم الھموم و افواج الغموم' لیکن چون مکرر آمدہ درخواست این معنی نمود کہ رسالہ مختصر(و) یادگار کہ ماخذ او کلام صوفیہ و نیز مشتمل بر سلوک باشد بنویسم۔ پس بحسب مطلب ایشان دریں رسالہ ارقام نمودہ شدہ" (ص ۱۔ ۲)۔ محمد اکرام ملتانی کا نام پڑھ کر ذہن محمد اکرم بن

عبدالرزاق ملتانی کی طرف جاتا ہے جنہوں نے ۱۱۵۵ھ میں شرح گلستان سعدی لکھی تھی۔

رسالے کے ابتدا میں توحید کا بیان ہے۔ اس کے بعد تصفیہ قلب کے لیے ذکر و فکر کے طریقوں پر روشنی ڈالی ہے۔ چونکہ زیر بحث نسخہ ناقص الاخر ہے اس لیے رسالے کے مکمل مندرجات کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

آغاز: حمد وافر و ثنا متکاثر ذات پاکی را کہ اوست موجود مطلق، ہمسایہ و ہمنشین وہمہ اوست۔

شمارہ ۷، نستعلیق، بارہویں صدی ہجری، ۱۴ ص، ناقص الاخر۔

مفید الاطباء (طب، فارسی، نثر)

از محمد مظفرالدین آسی بن حافظ حکیم محمد ہاشم عباسی قریشی متوطن کوٹ بارے خان پتہ ڈوگراں والہ پرگنہ وضلع گوجرانوالہ (مقدمہ، ص۲) ۔ مصنف نے مقدمے میں لکھا ہے کہ اس نے اس سے قبل ۱۳۱۱ھ میں عربی کتاب "زمردا خضر" کا فارسی ترجمہ "منتخب القواعد" کے نام سے کیا تھا، جو مطبع محمدی میں بہ اہتمام محمد فقیر اللہ شائع ہوا۔ اس کے بعد بعض پارسی دان احباب نے درخواست کی کہ اب ایک ایسی کتاب تصنیف کی جائے جس میں کثیرالوقوع انسانی بیماریوں کے نام اور ان کے معالجے وغیرہ کا ذکر ہو جس کے مطالعے سے پارسی خوان اور ہندوی دان اطباء واحباء مستفید ہو سکیں۔ چنانچہ مصنف نے قانون کے متون و حواشی، شرح اسباب و علامات، طب اکبر، ترجمہ زمرد اخضر، طب صدیقی، طب ابو الفتاحی، سدیدی، افسرائی، مختصر طب، کفایہ، مجاہد یہ، طب شاجہانی، مفرح القلوب، مجربات اکبری، مجربات ہاشمی، دواء الہنداور دیگر ہندوستانی رسائل کی مدد سے یہ کتاب تیار کی (ص ۲۔ ۳)۔

آغاز: ستایش وافر و نیایش متکاثر خالقی را کہ از موالید سہ گانی نوع انسانی را با خلعت ولقد کرمنا بنی آدم مخلع نمود۔

شمارہ ۳۵، نستعلیق، بظاہر بخط مصنف، عنوانات سرخ، ۴۸۶ ص ۔ خاتمے پر مصنف نے اپنی یہ وصیت قلمبند کی ہے: "بر اطبا واجب است کہ بر خردہ گیری دیگری مزاحت وخندہ نیارد بلکہ احسن کما احسن تدبیروی انگارد و دوام براداى صوم و صلوۃ واداى زکوۃ قیام فرماید و از منہیات و

مسکرات و استیعاب لذات جسمانی با پرہیز باشد و معجب و بدخو و ستیزہ جو نباشد و محو تماشای حذاقت و جودت تدبیر خود نگردد۔ ھردم طالب شفا از شفاخانہ رب جلیل از بہرہر علیل باشد"۔

مکاتبات علامی ۔ دفتر اول (انشا' فارسی' نثر)

ابو الفضل علامی (۹۵۸۔ ۱۰۱۱ھ) کے مکتوبات اس کے بھانجے عبدالصمد بن افضل محمد انصاری نے ۱۰۱۵ھ میں تین دفتروں میں مرتب کیے ہیں۔ اپنی تاریخی حیثیت کے علاوہ اسلوب نگارش کے باعث بھی یہ مجموعہ مکتوبات برصغیر میں بہت زیادہ متداول رہا ہے۔ زیر نظر پہلا دفتر ان خطوط اور فرامین کا مجموعہ ہے جو ابوالفضل نے اکبر بادشاہ کی طرف سے ایران اور توران کے بادشاہوں کو بھیجے تھے۔

آغاز: گوناگون نیایش مرداوری را سزد۔

شمارہ ۱۴' نستعلیق' بلا تاریخ' بارھویں صدی ہجری' ۱۲۴ ص۔

حوالے:

پاکستان میں دیگر مخطوطات اور شروح کے لیے: منزوی (مشترک) ۵: ۴۶۔ ۶۷' ۱۹۷۔ اشاعتوں کے لیے نوشاہی (چاپی) ۱: ۵۴۲۔

مونس الارواح (تذکرہ' فارسی' نثر)

از جہان آرا (۱۰۲۲۔ ۱۰۹۲ھ) بنت شاہجہان بادشاہ ۔ خواجہ معین الدین حسن سجزی چشتی اجمیری (م ۶۳۳ھ) اور سلسلہ چشتیہ کے بعض اکابر مشائخ شیخ حمید الدین ناگوری' شیخ فرید الدین مسعود اجودھنی شکر گنج' شیخ نظام الدین محمد بداونی' شیخ نصیرالدین محمود اودھی کے حالات و کرامات و مقامات پر مختصر رسالہ ہے۔ مصنفہ ۲۷ رمضان ۱۰۴۹ھ کو اس رسالے کی تصنیف سے فارغ ہوئی (خاتمہ) ۔ شعبان ۔ رمضان ۱۰۵۳ھ میں اسے اپنے والد کے ہمراہ خواجہ اجمیر کے مزار پر حاضری کا موقع ملا۔ مصنفہ نے اپنے اس سفراور زیارت کا احوال بھی نہایت رقت اور عقیدت سے رسالے کے آخر میں قلمبند کیا ہے۔ اس سفر میں مونس الارواح کا نسخہ بھی مصنفہ کے ساتھ تھا جو اس نے درگاہ پر نذر کیا۔

جہان آرا کی آرزو تھی کہ "اگر اختیار می داشتم ہمیشہ در روضہ' آنحضرت کہ عجب گوشہ

عافیت است و من عاشق گوشہ عافیت ہستم بسر می بردم" (خاتمہ)۔ لیکن اس کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ تاہم اسے حضرت نظام الدین اولیا کے قدموں میں دہلی میں ابدی آرام کے لیے جگہ مل گئی۔ راقم الحروف مارچ ۱۹۸۸ء میں حضرت نظام الدین اولیا کی درگاہ کے قریب چند روز مقیم رہا تو متعدد بار جہان آرا بیگم مصنفہ مونس الارواح کی قبر پر فاتحہ خوانی کی ۔ اس کی قبر کے سرہانے سنگ مرمر کا خوبصورت کتبہ نصب ہے جس کی عبارت یہ ہے:

هو الحی القیوم

بغیر سبزہ نپوشد کسی مزار ما

کہ قبرپوش غریبان ہمین گیاہ بس است

الفقرۃ الفانیہ جہان آرا مرید

خواجگان چشت بنت شاہ جہان

پادشاہ غازی انار اللہ برہانہ

آغاز: حمد و سپاس افزون از عدد شمار مرصانع کریمی را جل جلالہ کہ بقدرت کاملہ خویش جمیع رسل و انبیا را ہادی و راہ نمای فرقہ انام گردانید۔

شمارہ ۳۷، نستعلیق، بلا تاریخ، تیرہویں صدی ہجری، "بجہت پاس خاطر صاحب زادہ ورایجہ ساکن موضع چپالہ"، ۸۰ ص۔ عنوانات سرخ۔

مونس الارواح بہ اہتمام سید پروین کاظمی ۱۳۹۰ھ میں دہلی سے شائع ہو گئی ہے۔

نثر اللالی معہ ترجمتہ المنظومتہ الموسومہ بنظم اللالی (بنظم و نصائح، (عربی۔ نثر، فارسی، نظم)

حضرت علی ابن ابی طالب کے حکمت آمیز اور نصیحت آموز منثور عربی کلمات کا عادل بن علی حافظ قاری خراسانی نے منظوم فارسی ترجمہ کیا ہے۔ رسالے کے اختتام پر مترجم کا تخلص یوں آیا ہے:

می رسد از صدق مرد اندر مقام اولیا

ختم کن بر صدق ای عادل کلام اولیا

مترجم نویں اور دسویں صدی ہجری میں زندہ تھا۔ اس کی دیگر تصانیف کے نام یہ ہیں: ترتیب و تنقیح ترجمان القرآن میر سید شریف جرجانی، ترجمہ سہ اربعین، ترجمہ منظوم صد کلمہ حضرت علی

(مطبوعہ تہران، ۱۴۰۹ھ) ، شرح منظوم قصیدہ ابو الفتح بستی، نثر اللالی ۱۳۰۶ھ میں تہران سے شائع ہو چکی ہے۔

آغاز: قال امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجھہ:

گفتہ ہای شاہ مردان و امیر مومنان
یاد گرد مبداء خویش و معاد خود بدان

شمارہ ۲۴۔ نستعلیق، (۱۲۳۴ھ)، ۱۷ ص۔

حوالے:

۱۔ منزوی (مشترک) ۴: ۸۔ ۷ ۲۴۸، نمبر ۱۳۷۶۰ کے تحت یہی نسخہ متعارف ہوا ہے۔

۲۔ اشاعت کی تفصیل: صد کلمہ منظوم (فارسی) از عنوان گزیدہ حضرت علی علیہ السلام، بہ قلم (یعنی بہ خط) محقق علی قلی شیرازی متوفی ۹۷۷ھ، چاپ عکسی رنگی براساس نسخہ کتابخانہ گلستان، بامقدمہ جمال الدین شیرازیان، مرکز انتشار نسخ خطی، تہران، ۱۴۰۹ھ)۔

نزھتہ الارواح (تصوف، فارسی، نثر)

از امیر حسینی ہروی۔ ۷۱۱ھ میں اٹھائیس ابواب میں تصنیف کی۔

آغاز: الحمدللہ رب العالمین علی کل حال ... بتوفیقش چو دیدم روشن آواز

شمارہ ۱۱، نستعلیق، عربی عبارات ثلث میں، کاتب کا نام مٹا دیا گیا ہے، رمضان ۱۰۶۳ھ، محشی، پہلا ورق نہیں ہے، ۲۰۸ ص۔

حوالے:

۱۔ پاکستان میں مخطوطات اور شروح کے لیے منزوی (پاکستان) ۳: ۲۰۵۶۔ ۲۰۶۴۔

۲۔ اشاعتوں کے لیے نوشاہی (چاپی) ۱: ۱۵۴۔

وجودیہ (تصوف، فارسی، نثر)

منسوب بہ معین الدین حسن سجزی (م ۶۳۲ھ)۔ انسانی جسم کے اندر رگوں اور دیگر پوشیدہ روحانی قوتوں کے بارے میں یہ رسالہ تین ابواب پر مشتمل ہے۔ باب اول: گھاٹی وجود،

باب دوم: چہار نفس' باب سوم: مقاطہا۔ مصنف نے رگوں کے ہندی زبان میں نام بھی دیے ہیں اور (ملاحظہ ہو آغاز کی عبارت)۔ آغاز: بیان رگہای وجود آدمی' اول سکھمنا' بعدہ انگلا و پنگلا' بعد ازان توتانک؟ و سیعد و شعت وشش رگ شد۔

شمارہ ۲۵' نستعلیق' بارہویں صدی ہجری' غلام مولی' ۶ ص۔

حوالہ:

۱۔ پاکستان میں دیگر مخطوطات کے لیے: منزوی (مشترک) ۳: ۲۱۰۱ ۔ ۲۱۰۲' وہاں نمبر ۱۱۴۰۱ کے تحت متعارف ہونے والا نسخہ اس وقت زیر بحث ہے۔

یوسف وزلیخا (داستان' فارسی' مثنوی)

از عبدالرحمان جامی (۸۱۷ ۔ ۸۹۸ھ) ۔ چار ہزار اشعار پر مشتمل یہ مثنوی ۸۸۹ھ میں لکھی گئی ۔ قرآن مجید کی بارہویں سورہ یوسف کو مدنظر رکھتے ہوئے جامی نے حضرت یوسف علیہ السلام اور زلیخا کے تعلق کی تما جزئیات اور تفصیلات پر روشنی ڈالی ہے۔

آغاز:

الٰہی غنچہ امید بگشای — گلی از روضہ جاوید بنمای

شمارہ ۲' نستعلیق' بارہویں صدی ہجری' ۲۷۴ ص

حوالے

۱۔ پاکستان میں متن اور شروح کے مخطوطات کے لیے: منزوی (مشترک) ۷: ۵۵۶ ۔ ۵۸۸۔

۲۔ اشاعتوں کے لیے: نوشاہی (چاپی) ۱: ۷۰۸ ۔ ۷۳۲۔

۳۔ شاعر کے حالات اور مثنوی پر تبصرہ کے لیے: نوشاہی (جامی) ۳۲۳' ۳۵۸۔